(اہدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ)
غفلت اور جہالت
سکندر نقشبندی
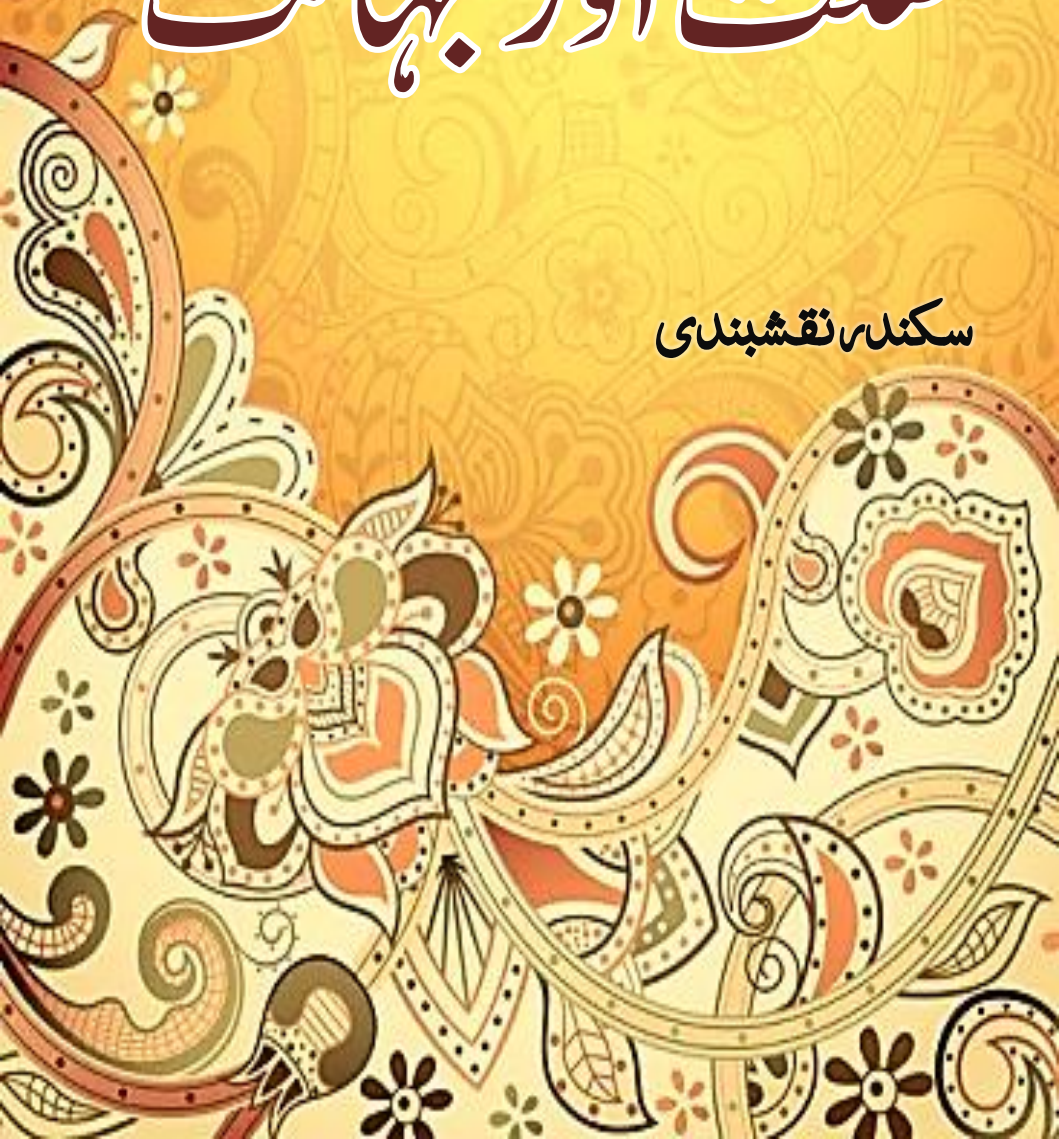
(اہدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمِ)
غفلت اور جہالت
سیّد سبط سکندر نقوی حنفی نقشبندی مجدّدی
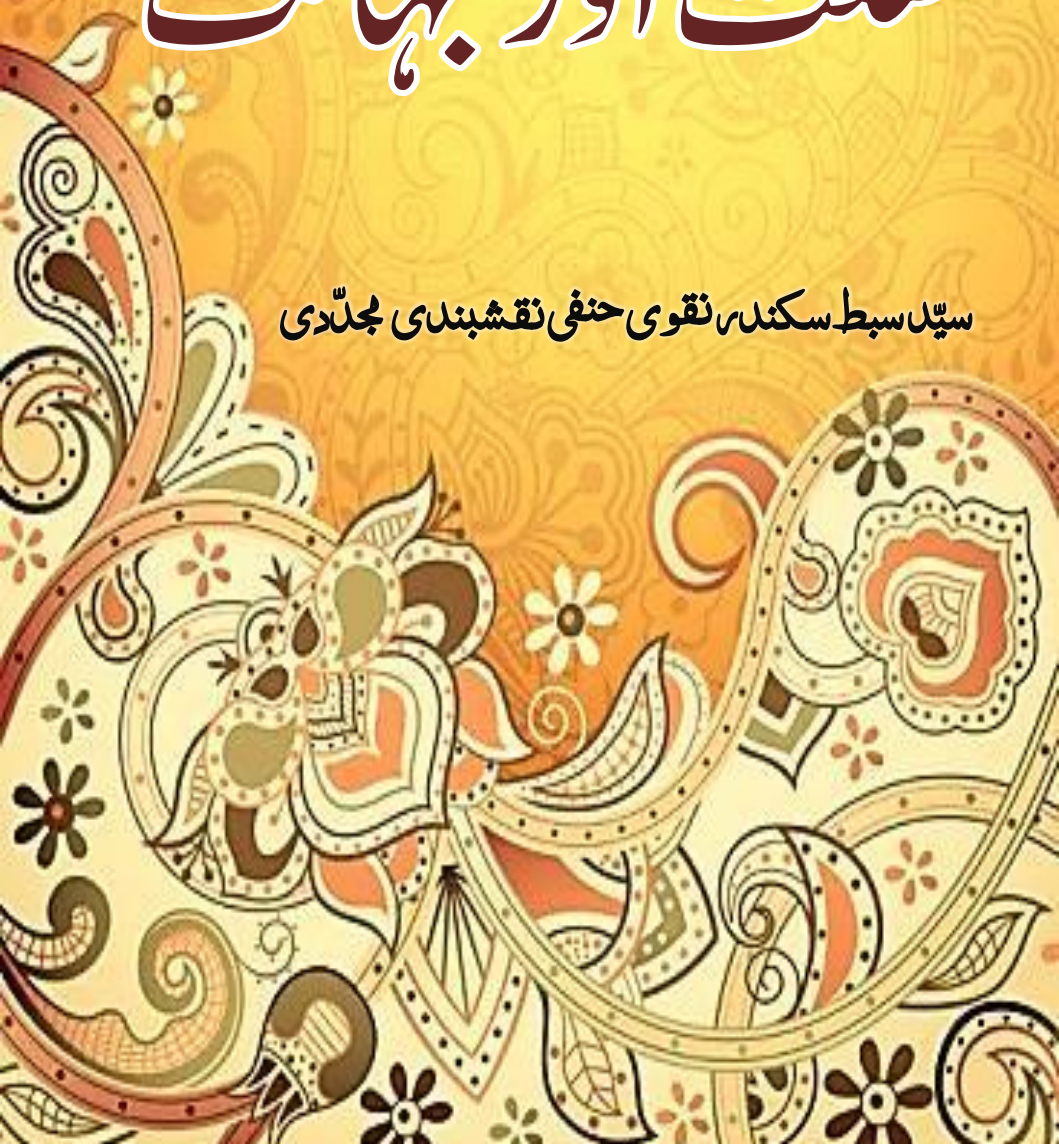
نام کتاب: غفلت اور جہالت
تالیف: سکندر نقشبندی
ٹیلیفون: (001) 647 890 1317
sikander.naqshbandi@gmail.com
www.eislamicbooks.com
سرورق: سید حماد الرحمان - ٹورنٹو کینیڈا
پروف ریڈنگ: محترم امیر قادر ۔ مسی ساگا ۔ کینیڈا
تعداد: ایک ہزار
سنِ طباعت: 2017ء
قیمت:

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندہی فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کی جا سکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان) 0300-2380285
نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان) 0300-3512712
عبدالرشید خان (ورجینیا امریکہ) (001) 703-785-4737
منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا) 0614-2490-4151
قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا) (001) 647-898-4640
سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا) 001)403-926-5171(001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر
		بابِ ثانی	242

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر
113	۔	جسم پرٹیٹو (Tatoos) بنوانا	267
114	۔	درود تھیچنا	268
115	۔	دعا	269

☆☆☆

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُ هٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسَنَاوَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ يَّهْدِ هِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مِنْ يُّضْلِلْهُ فَلا هَادِ ىَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَ هٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَ نَا وَسَنَدَ نَا وَ نَبِيِّنَا وَ مَوْلانَا مُحَمَّدً ا عَبْدُ هٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ☆

اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِيْنَ ﴾

(سورۃ الاعراف ۔ ۱۴۶)

(اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے)

﴿ فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ﴾

(سورۃ الانعام ۔ ۳۵)

(پس تم ہرگز جاہلوں میں سے نہ ہونا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰل اِبْرَاھِیْمِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تا کہ لوگوں کو اپنی پہچان کرائے۔ نیکی کو پیدا کیا تا کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب پیدا کیا جائے۔ گناہوں کو پیدا کیا تا کہ ان سے بچا جائے اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کی پابندی کی جائے۔ کچھ چیزوں کو حلال کیا تا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ کچھ چیزوں کو حرام کیا تا کہ فرمابرداروں اور نافرمانوں کا فرق معلوم کیا جائے۔ جنت تیار کی تا کہ فرمابرداروں کو ان کی فرمابرداری کا انعام دیا جائے۔ جہنم کی آگ کو بھڑکایا تا کہ نافرمانی کرنے والوں کو ان کا پورا پورا بدلہ اور سزا دی جائے۔ توبہ کا دروازہ کھلا رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے کو محروم بھی نہ کیا جائے اور اللہ کے رحم سے فیض یاب ہونے کا موقع دیا جائے۔ بہت سے ایسے اعمال ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن انسان ان کو لاعلمی میں کر جاتا ہے لیکن جب اس کو اس کا احساس ہو جاتا ہے تو وہ توبہ کر لیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اس کو

معاف کر کے پھر سے اپنے قریب کر لیتا ہے۔ یہ دروازہ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ملک الموت کے آنے تک کھلا رکھا ہے۔ بعض نافرمانیاں ایسی ہوتی ہیں جن کا انسان کو علم ہوتا ہے لیکن وہ ان کو نافرمانی نہیں سمجھتا یا ان کو معمولی سمجھ کر اہمیت نہیں دیتا اور وہ کام کرتا رہتا ہے اور اس سے توبہ بھی نہیں کرتا، اس کو **''غفلت''** کہتے ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک بات ہے جو انسان کو جہنم کے گڑھے تک پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح سے بعض ایسے گناہ ہوتے ہیں جو وہ اپنی خواہش نفس سے کرتا ہے اور اس کو سمجھانے سے بھی ان گناہوں سے باز نہیں آتا اور اپنی ضد پر اڑا رہتا ہے جس کو جہالت کہتے ہیں۔ غفلت اور جہالت انسان کو اللہ کا نافرمان بنا دیتے ہیں اور اس کا انجام سوائے ناکامی اور حسرت کے کچھ نہیں ہوتا۔

اس بارے میں لکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ان گناہوں سے آگاہی حاصل ہو جائے جنہیں قرآن وسنت نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔ جن کے ارتکاب سے انسان جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور بزرگوں کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں تاکہ ان گناہوں میں سے اگر کوئی کسی میں ملوث ہو تو اس سے بچا جائے۔ انسان اس وقت تک گناہوں سے نہیں بچ سکتا جب تک اسے علم نہ ہو کہ یہ گناہ کتنے خطرناک ہیں اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کیا وعیدیں آئی ہیں۔

آخر میں قارئین سے ایک گزارش ہے کہ اگر وہ اس کتاب سے صحیح معنی میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کا سرسری مطالعہ نہ کریں۔ اس میں بعض جگہ قارئین کو

لگے گا کہ مضمون کی تکرار ہے یعنی یہ غلطی سے نہیں ہے بلکہ قصداً رکھا گیا ہے تا کہ بات قارئین کی اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ، اس کے محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت اور میرے شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان دامت برکاتہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں میری کوتاہیوں کا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں دین کی سمجھ دے اور صحابہ کرام ؓ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کو خود بھی سمجھنے اور دوسروں کو ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ وما توفیقی الّا باللّٰه علیه توکلت و الیه اُنیب ﴾

طالب دعا
سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)
2/ رجب المرجب 1438ھ بروز جمعہ
بمطابق 31/ مارچ 2017ء
کیلگیری ۔ کینیڈا
Tel: (001) 647 890 1317
Email: sikander.naqshbandi@gmail.com
Link:https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi
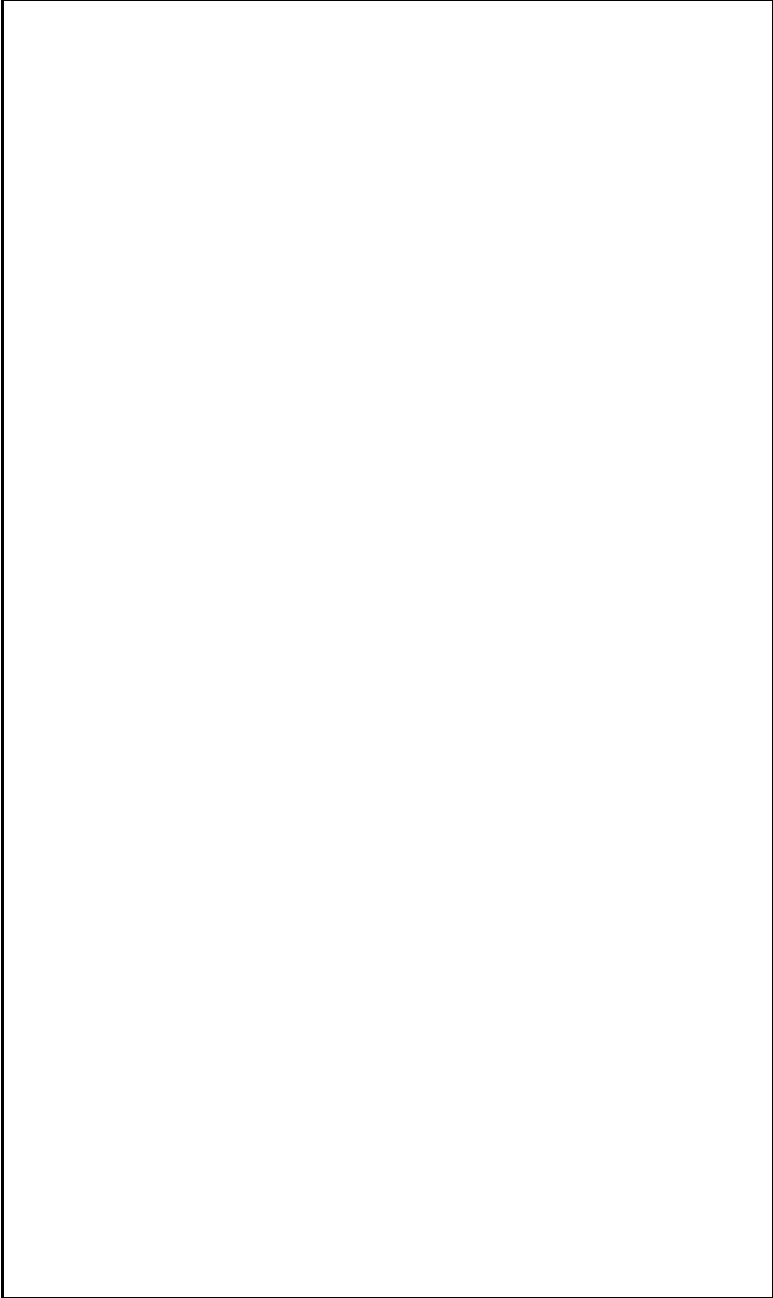
باب اول

ارشادِ باری تعالیٰ!

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں، اُن کے دل ہیں لیکن اُن سے سمجھتے نہیں ا ور اُن کی آنکھیں ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں ا ور اُن کے کان ہیں پر اُن سے سنتے نہیں یہ لوگ (بالکل) چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بھٹکے ہوئے، یہی وہ ہیں جو

غفلت

میں پڑے ہوئے ہیں

(سورۃ الاعراف ۔ ۱۷۹)

فرمانِ الٰہی!

جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اُسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں

(سورۃ یونس ۔ ۷)

غفلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ O

(سورۃ الحشر ۔ ۱۹)

تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکامات) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔

غفلت کے لغوی معنی:

غفل، یغفل، غفلة و غفولاً کا مصدر ہے۔ اس کی اصل غین، فاء اور لام ہے۔ جو کسی چیز کو بھول کر چھوڑ دینے کو کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات جان بوجھ کر بھی ہوتا ہے۔ (معجم مقاييس اللغة:۳۱۱/۴)

انسانی فکر سے کسی چیز کے غائب ہونے اور اسکے نہ یاد آنے کا نام غفلت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مَّعْرِضُونَ O

(سورۃ الانبیاء ۔ ۱)

لوگوں کے حساب کا وقت نزدیک آ پہنچا ہے اور وہ **غفلت میں** منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

غفلت کی تعریف:

علامہ راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں! غفلت اس سہو کا نام ہے جو انسان پر کم یاد رکھنے یا نہ جاننے کی وجہ سے پیش آتا ہے۔

علامہ جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ غفلت نفس کو خواہشات کے پیچھے لگائے رکھنے کا نام ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے!

وَاذْکُر رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَخِیْفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَکُن مِّنَ الْغَافِلِیْنَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۲۰۵)

اور اپنے رب کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور پست آواز میں صبح و شام یاد کرتے رہو اور غافل نہ رہا کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطاً O

(سورۃ الکہف ۔ ۲۸)

اورآپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیاوی زندگی کی رونق کے خیال سے ان سے آنکھیں نہ پھیر لیجئے اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا۔

يَعْلَمُونَ ظَاهِراً مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ O

(سورۃ الروم ۔ ۷)

وہ تو صرف اپنی دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور
وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِئ الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ O أُولَـئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ O

(سورۃ النحل:۱۰۸ ۔ ۱۰۷)

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور یہ کہ اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا وہ لوگ جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے یہی لوگ غافل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ O

(سورۃ مریم ۔ ۳۹)

اور آپ ان کو حسرت کے دن سے ڈرایئے جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنتیوں سے کہا جائے کہ دیکھو کہ تم اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے ہاں! یہ موت ہے اس کو سب نے اپنی اپنی موت کے وقت دیکھا تھا۔ اس کے بعد دوزخیوں سے کہا جائے گا دیکھو! کیا تم اسے پہچانتے ہو، سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے اس کو سب نے اپنی اپنی موت کے وقت دیکھا تھا۔ اس کے بعد اس کو ذبح کر دیا جائے گا اور جنتیوں سے کہا جائے گا کہ بے فکر ہو کر جنت میں رہو تم کو اب کبھی موت نہیں آئے گی اور اسی طرح

دوزخیوں سے بھی کہا جائے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ (صحیح بخاری ۔ کتاب التفسیر)

بعض لوگ اپنے عمل کے بارے میں نیک گمان کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہیں۔ لیکن ان کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہیں ہوتی۔ وہ اپنے عملوں میں مگن ہوتے ہیں اور نقصان سے غافل ہوتے ہیں۔ ان کا نفس ان کو اسی پر تسلی دیتا رہتا ہے، ان کے کم عمل کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ ایسے لوگوں میں علماء، عبادت گزار، صوفیا اور امراء سب شامل ہیں۔ بہت سے علماء ایسے ہیں جنہوں نے تمام عمر علم کے حاصل کرنے اور اس کی ترویج میں گزار دی لیکن اپنے ہاتھ، آنکھ، زبان اور شرمگاہ کو گناہوں سے نہ بچا سکے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ علم کے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہنچنے والوں کو عذاب نہیں دیا جاتا بلکہ انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے ہی دوسرے لوگ بھی دوزخ سے نجات پائیں گے۔ اس کی مثال اس بیمار کی سی ہے جس کو جو بیماری ہے اس کے متعلق تمام رات کتاب پڑھتا رہا اس سے متعلق نسخے لکھتا رہا اور پرہیز سے بھی خوب واقف ہے لیکن دوا نہیں کھاتا کہتا ہے کہ کڑوی ہے۔ اس صورت میں بیماری ٹھیک ہونے کی توقع کرنا حماقت ہے۔ قیامت کے دن اس عالم پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا۔

ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو بُرے اخلاق سے بچتے ہیں اور دل سے بھی بُرا سمجھتے ہیں لیکن یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کے اندر یہ بُرے اخلاق ہیں۔ ان کے اندر تکبر پیدا ہو جاتا ہے جس سے ان کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور نفس اور شیطان ان کو تسلیاں دیتے رہتے ہیں۔ اکثر لوگ نافع اور غیر نافع علم کے متعلق نہیں جانتے، تمام عمر ان علوم کے حصول پر خرچ کر دیتے ہیں جن کے وقتی فائدے ہوتے ہیں اور وہ علوم جن کا فائدہ دنیا میں بھی ہے اور مرنے کے بعد بھی کام آتے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اکثر لوگ نماز میں قرآنِ کریم پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے عربی میں دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں اور اس بات سے لاعلم ہوتے ہیں کہ جو الفاظ ادا کر رہے ہیں ان کے کیا معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غفلت کی عبادت کو پسند نہیں فرماتا۔ ہمارے اندر بعض لوگ ایسے ہیں جو بے انتہا تسبیحات پڑھتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن غلطی یہ کرتے ہیں کہ ان کا دھیان دوسری طرف ہوتا ہے ان کو احساس بھی نہیں ہو رہا ہوتا کہ وہ اس دوران بدنظری بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ عبادت گزاروں کا حلیہ بنا لیتے ہیں اس میں محنت اور مشقت بھی برداشت کرتے ہیں لیکن زُہد کیا ہے اس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت جلد نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں۔ کچھ لوگ بہت عبادت گزار ہوتے ہیں۔ قائم اللیل اور صائم الدہر ہوتے ہیں لیکن اخلاقی بُرائیوں سے محفوظ

نہیں ہوتے یعنی غیبت، حسد، جھوٹ اور دوسری نفس کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس غفلت کی وجہ سے اپنی نیکیاں برباد کر دیتے ہیں۔ ایک طبقہ ان صوفیوں کا ہے جو اپنے آپ کو حق پر سمجھ کے دوسرے تمام طبقوں کو اپنے سے کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ ظاہری وضع قطع دینداروں جیسی ہوتی ہیں لیکن اندر سے کام شیطانوں جیسے ہوتے ہیں۔ حالانکہ تصوف خصوصی طور پر تین باتوں کی تعلیم دیتا ہے اپنے نفس کو مغلوب اور مطیع کرنا، غصہ کو قابو میں رکھنا اور حرص اور طمع سے بچنا۔ تصوف میں سالک کی نظر دنیا کے مقابلہ میں آخرت پر ہوتی ہے اس کا ہر عمل آخرت کو مدِ نظر رکھ کر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت، اطاعت اور تسلیم و رضا مقصود ہوتی ہے۔ صوفیوں کا ایک طبقہ پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے اور اپنے کو دوسروں سے حقیر سمجھتا ہے اور لوگوں کو بھی یہی تاثر دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے معاملہ اس کی نیت کے حساب سے کرتا ہے ظاہر سے نہیں۔

غفلت حسرت کو بڑھاتی ہے۔ نعمت کو زائل کرتے ہے۔ عبادت الٰہی سے روکتی ہے۔ حسد کو بڑھاتی ہے۔ ملامت وندامت پیدا کرتی ہے۔

ایک حکایت مشہور ہے کہ کسی نیک شخص نے اپنے استاد کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک بڑی حسرت کی کیا چیز ہے۔ اس نے کہا کہ غفلت کی حسرت۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کو کسی نے ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا، انہوں نے جواب دیا

کہ اپنے سامنے مجھ کھڑا کر لیا اور کہا اے مدعی! اے کذاب! تو نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر مجھ سے غافل ہو گیا۔

اَنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ وَ قَلْبُکَ سَاھِیْ　　اٰذْھَبَ الْعُمْرُ وَ الْذُنُوْبُ کَمَا ھِیَ

تو غافل ہے اور تیرا دل خدا کو بھولا ہوا ہے　　عمر گزر گئی ویسے کا ویسے ہی ہے

روایت ہے کہ کسی نیک صالح شخص نے خواب میں اپنے والد کو دیکھا اور پوچھا اے والد! آپ کا کیا حال ہے کہا اے بیٹے! ہم دنیا میں خدا سے غافل رہے اور غافل ہی مر گئے۔

زہر الریاض (کتاب کا نام) میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ملک الموت میں دوستی تھی۔ ملک الموت وقتاً فوقتاً حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کے لئے آتا تھا۔ ایک دن ملک الموت آئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو زیارت و ملاقات کے لئے آیا ہے یا میری روح قبض کرنے کے لئے۔ اس نے کہا کہ زیارت کے لئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کیا؟ جب میرا آخری وقت آئے اور تم میری روح قبض کرنے کا ارادہ کرو تو مجھے خبر کر دینا۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں موت سے پہلے دو تین پیغام بھیجوں گا۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو ملک الموت ان کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ زیارت کے لئے آئے ہو یا روح قبض کرنے کے لئے؟ اس نے کہا

کہ روح قبض کرنے کے لئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ میں روح قبض کرنے سے پہلے پیغام بھیجوں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے تین پیغام بھیجے تھے۔ پہلا کہ تمہارے بال سفید ہو گئے ہیں دوسرا کہ تمہارے بدن کی قوت کمزور ہو گئی ہے اور تیسرا یہ کہ تمہارا بدن جھک گیا ہے۔ یہی میرے پیغام ہیں جنہیں میں بنی آدم کو بھیجتا رہتا ہوں۔

ابو علی دقاق ؒ لکھتے ہیں کہ میں ایک نیک صالح شخص کی عیادت کے لئے گیا۔ اس کے گرد اس کے شاگرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ رو رہا تھا۔ حالانکہ عمر رسیدہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے شیخ! آپ کیوں رو رہے ہیں۔ کیا دنیا کی جدائی پر رو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہر گز نہیں۔ بلکہ اپنی نماز کے فوت ہو جانے پر روتا ہوں۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے تم تو نمازی تھے۔ کہا کہ اس دن تک جو میں زندہ رہا کوئی ایسا دم نہیں گزرا جس میں غفلت نہ ہوئی ہو سجدہ کیا تو غفلت سے، سر اٹھایا تو غفلت سے، مرتا ہوں تو غفلت کی حالت میں۔ اس نے مزید کہا کہ جب میں اپنے حشر و روز قیامت اور اس حالت کو جب کہ میں قبر میں تن تنہا ذلت و خواری کی حالت میں پڑا ہوں گا اور میرے رخسار مٹی میں مٹی ہو گئے ہوں گے اور میں اپنے گناہوں کے بدلے گرفتار و قید ہوں گا اور مٹی میرے سرہانے ہو گی۔ سوچتا ہوں اور حساب و کتاب کی طوالت کا خیال کرتا ہوں اور اس وقت کی ندامت و ملامت کو ذہن میں لاتا ہوں جبکہ میرا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں دیا جائے گا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شرم و ندامت سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔

لیکن اے مالک! اے میرے خالق! مجھے تجھ سے امید ہے کہ میرے گناہوں کو معاف کردے گا۔

عیون الاخبار میں شیخ شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ زبان سے تین باتیں کہتے ہیں۔

۱۔ ہم اللہ کے بندے ہیں اور کام کرتے ہیں آقاؤں جیسے مثلاً! خودی، تکبر و بے پرواہی وغیرہ۔

۲۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا ضامن ہے اور دنیا میں مال جمع کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ اور سوائے دنیا کے ان کو اطمینان نہیں ہوتا۔

۳۔ کہتے ہیں کہ موت لازم ہے اور کام ایسے کرتے ہیں گویا ہمیشہ زندہ رہیں گے مثلاً خوف نہیں کرتے، عبادت و ریاضت بجا نہیں لاتے وغیرہ۔

اے عزیز! خیال کر کہ کس بدن سے تو خدا کے سامنے حاضر ہو سکے گا اور کس زبان سے تو اسے جواب دے گا۔ اور جب تجھ سے ذرہ ذرہ حساب لیا جائے گا تو تو کیا جواب دے گا۔

اے عزیز! اللہ سے ڈرو کہ وہ ہر ایک نیک و بد کا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ترک نہ کرو۔ ظاہر و باطن میں اس کی توحید پر قائم رہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جو اس کا مطیع و تابعدار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے مجھے اپنا دوست رکھا میں اس کا جواب دیتا ہوں اور اس کی پکار کو سنتا ہوں اور اسے بخش دیتا ہوں جو مجھ سے مغفرت طلب کرے۔ وہ شخص عقلمند ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اس کی عبادت خوف و اخلاص کے ساتھ بجالائے۔ اس کی قضاء پر راضی رہے۔ مشکلات و مصیبت پر صبر کرے اور اس کی نعمتوں کا شکرادا کرے۔ جو نعمتیں اللہ نے اسے عطا کی ہیں ان پر قناعت کرے۔ ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے کہا میں عبادت میں لذت نہیں پاتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ شاید تو ایسے شخص کا منہ دیکھتا ہے (یعنی صحبت رکھتا ہے) جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے کہا کہ میں اطاعت و عبادت میں لذت نہیں پاتا آپؒ نے فرمایا کہ تو اللہ کی خالص عبادت نہیں کرتا نہ خالص اطاعت کرتا ہے۔

رونق المجالس میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی چند بوریاں کم ہوگئیں نہ معلوم کون لے گیا وہ جب نماز میں داخل ہوا تو اسے یاد آ گئیں۔ پھر نماز سے فارغ ہوا تو اپنے ملازم سے کہا کہ فلاں کے پاس جاؤ اور اس سے بوریاں لے آؤ۔ نوکر نے کہا کہ یہ آپ کو کب یاد آ گئیں۔ اس نے کہا کہ جب میں نماز میں تھا۔ نوکر نے کہا کہ کیا آپ بوریوں کی طلب میں تھے اللہ کی طلب میں نہیں تھے۔ مالک کے دل میں اس کی بات کا بہت اثر ہوا۔ انسان کو چاہئے کہ دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرے اور آخرت کی فکر کرے۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی کو بڑھاتے ہیں اس کو آخرت کا اجر دیتے ہیں۔ اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے دنیا میں نعمتیں دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا حصہ نہیں ہوتا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے چالیس ہزار دینار پوشیدہ اور چالیس ہزار دینار اعلانیہ خرچ کئے یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت دنیاوی لذات وشہواتِ نفسانیہ سے بہت بچتے تھے۔

(مکاشفۃ القلوب)

غفلت کی اقسام

۱) پسندیدہ غفلت ۲) ناپسندیدہ غفلت

پسندیدہ غفلت

یہ غفلت گناہوں اور برائیوں سے اور ہر اس چیز سے ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔ یہی وہ غفلت ہے جو پاک دامن عورتوں میں پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ O

(سورۃ النور ۔ ۲۳)

بے شک جو لوگ پاک دامن اور بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

یہ وہ عورتیں ہیں جو فحاشی کے کاموں کو جانتی تک نہیں ہیں۔ اور نہ ان کے ذہن اس طرف جاتے ہیں۔ یہ غفلت پسندیدہ ہے۔

ناپسندیدہ غفلت

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی اطاعت ، آخرت، حساب و کتاب سے غفلت ہے۔

اس غفلت کی تین قسمیں ہوتی ہے۔

۱) پہلی قسم:

نیک لوگوں اور صالحین میں بھی کبھی کبھی غفلت پائی جاتی ہے لیکن ان کی غفلت بہت چھوٹی ہوتی ہے اور جلد ختم ہو جاتی ہے۔ وہ بہت جلد اس غفلت سے چوکنا ہو جاتے ہیں اور اللہ اور آخرت کو یاد کرنے لگتے ہیں۔ اپنی غفلت پر توبہ کرتے ہیں اور اللہ سے رجوع کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۲۰۱)

بے شک جب پرہیزگاروں کو کوئی شیطانی وسوسہ چھوتا ہے تو وہ (اللہ کی) یاد میں لگ جاتے ہیں پھر یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

۲) دوسری قسم:

غفلت کی یہ وہ قسم ہے جس میں مسلمانوں میں سے گناہ گار اور فاسق لوگ گناہ کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں چاہے ان کے گناہ کم ہوں یا زیادہ۔ یہ کبھی تو بالکل غفلت میں ہوتے ہیں اور کبھی شیطانی حملوں سے ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ کبھی

تو وہ نفس کی خواہشات پر چلنے لگتے ہیں اور کبھی اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں۔

۳) تیسری قسم:

یہ غفلت کی وہ قسم ہے جس میں کفار اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے، آخرت سے مکمل غافل ہیں۔ یہ ایسے زندگی گزار رہے ہیں جیسے یہ لوگ حیوانات ہیں۔ نہ ان کو اس بات کا علم ہے کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا، نہ یہ جانتے ہیں کہ صحیح زندگی کیسے گزاری جاتی ہے۔

ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ O

(سورۃ محمد ۔ ۱۲)

اور جو لوگ کافر ہیں وہ (دنیا میں کچھ) فائدے اٹھا رہے ہیں اور وہ اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔

یہ لوگ ایسے ہیں جیسے نشے کی حالت میں ہیں ان کو غفلت کی وجہ سے اردگرد کی کچھ خبر نہیں، نہ ان کو اس بات کی پرواہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا حکم آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَO

(سورۃ الحجر ۔ ۷۲)

آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی خرمستیوں میں مست ہیں۔

(دل کا بگاڑ : ۱۴۳ ۔ ۱۴۰)

غفلت کے اسباب

ہم میں سے اکثر مسلمان ایسے ہیں جن کی تمام تر توجہ اپنی دنیاوی معاملات کو بہتر بنانے کی طرف ہوتی ہے۔ وہ دن ورات جسم کو راحت پہنچانے کی خاطر محنت کرتے ہیں۔ لیکن اس محنت میں جسم کو تھکا دیتے ہیں۔ حقیقی راحت آخرت کی راحت ہے اس کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں۔ نفس کا بندہ بن کر اس کی خواہشات کی تکمیل میں تمام تر توجہ اور کوشش صرف کر دیتے ہیں۔

غفلت کی چند اسباب کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) بدن کی راحت کی تلاش

اس دنیا میں جب ہم دنیاوی ضروریات کے لئے محنت کرتے ہیں تو اس میں ہمارا مقصد اپنے بدن کی ضروریات کو پورا کرنا اور اس کو آرام پہنچانا ہوتا ہے۔ اپنی دنیاوی خواہشات کو پوری کرتے وقت آخرت کو بھول جاتے ہیں۔

۲) دنیاوی لذات کی حرص

جس شخص کے اندر دنیا کی زیادہ سے زیادہ لذات حاصل کرنے کی حرص ہو گی وہ آخرت سے غافل ہو جائے گا۔ اس غفلت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ ساتھ مخلوق کے حق ادا کرنے میں غفلت کرتا ہے۔ اس غفلت کی وجہ سے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۳) نیکی اور گناہ کی تمیز ختم ہو جانا

جب انسان غفلت کا شکار ہوتا ہے تو اس کے اند نیکی اور برائی میں تمیز نہیں رہتی۔ اس کو صرف اپنی ضرورت سے مطلب ہوتا ہے۔ وہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں کس کام کے لئے بھیجا ہے۔

۴) خواہش نفس کی پیروی

خواہشِ نفس کی پیروی انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے!

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى O
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى O

(سورۃ النازعات: ۴۱ ـ ۴۰)

ہاں جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش
سے روکا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے

۵) تلاشِ رزق کی مصروفیت

انسان کو زندہ رہنے کے لئے دنیا میں کام کرنا پڑتا ہے۔ ہر انسان محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ لیکن بعض اوقات انسان اپنے کاروبار اور روزگار میں اس قدر مصروف ہو جاتا ہے کہ اپنے اصل مقصدِ پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ اس کی سوچ وفکر کا محور اس کا کاروبار بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

فِيْ بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ O رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاء الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْماً تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ O

(سورۃ النور : ۳۷ _ ۳۶)

وہ ایسے گھروں میں ہیں جن کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کئے جائیں اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور لوگ ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت نہ ذکر الٰہی سے روکتی ہے

اور نہ نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے۔ یہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

٦) کھیل کود میں دلچسپی

کھیل کود میں دلچسپی بھی اللہ کے ذکر سے غفلت کا ایک سبب ہے۔ اس لئے بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے ان کھیلوں سے منع فرمایا ہے جس میں لگ کر دوسری کسی چیز کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ جب اس کا دل دوسری چیزوں سے غافل ہو جائے گا تو نہ اسے نماز کا ہوش رہے گا، نہ اللہ کے ذکر اور دوسری احکامات یاد رہیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص جنگل میں رہے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا، اور جو شکار ہی کے پیچھے رہے گا وہ دین کے کاموں سے غافل ہو جائے گا اور جو شخص بادشاہ کے پاس آمد و رفت رکھے گا وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

(سنن ابوداؤد ۔ کتاب الصید)

جب انسان شکار میں لگ کر غافل ہو سکتا ہے تو پھر موجودہ دور کے الیکٹرونک گیم تو انسان کو اتنا مگن کر دیتے ہیں کہ اسے اپنے قریب ہونے والی سرگرمیوں کا بھی ہوش نہیں رہتا۔

یہ ایک لا حاصل مصروفیت ہے۔ اگر اس کے شوقین سے پوچھو کہ تمہیں اس کھیل سے کیا فائدہ پہنچا تو وہ کچھ نہیں بتا سکتا سوائے وقت اور پیسہ برباد کرنے کے۔

۷) آسائش اور آرام طلبی

یہ بھی غفلت کا ایک سبب ہے۔ لوگ آسائش اور تفریح کے لئے محنت بھی کرتے ہیں پیسہ بھی خرچ کرتے ہیں اور سیاحتی سفر بھی کرتے ہیں۔ کسی بڑے ہوٹل میں کھانا کھانا بھی تفریح میں آتا ہے۔ اسی طرح گھر سے باہر بازاروں میں خریداری کرنا اور کھانا کھانا بڑے شوق سے کیا جاتا ہے۔

۸) صرف دنیا کی فکر

دنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ دنیا کی محبت میں انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ خواہشات اور شہوات بڑھ جاتی ہیں، توبہ کرنے کی امید میں گناہ کرتا رہتا ہے۔ لمبی لمبی امیدیں کرتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔

۹) غافل لوگوں کی صحبت

جولوگ خود اللہ سے غافل ہیں ان لوگوں کی صحبت انسان کو غفلت کا شکار بنا دیتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُونَ رَبَّھُم بِالۡغَدَاۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُونَ وَجۡھَہُ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنَاکَ عَنۡھُمۡ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا وَلَا تُطِعۡ مَنۡ أَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہُ عَن ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ وَکَانَ أَمۡرُہُ فُرُطاً O

(سورۃ الکہف ۔ ۲۸)

اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے ان سے آنکھیں نہ پھیر لیجئے اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے کہ جس کے دل کو اللہ نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے!

وَلَا تَکُونُوا کَالَّذِیۡنَ نَسُوا اللَّہَ فَأَنسَاھُمۡ أَنفُسَھُمۡ أُوۡلَئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُونَ O

(سورۃ الحشر ۔ ۱۹)

اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ان کو اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ یہی لوگ نافرمان ہیں۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اس انسان کے لئے محرومی ہے جو اللہ کی یاد سے غافل رہے یا ان لوگوں کے مشابہ ہو جائے جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اپنے نفسوں کو پستی میں گرا دیا اور شہوات کے پیچھے پڑ گئے۔ ایسے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کبھی ان کی امیدیں پوری ہوں گی۔ بلکہ اللہ نے ان کی ذاتی مصلحتوں کو بھی بھلا دیا۔ ایسے لوگ دنیا و آخرت دونوں میں خسارے کا شکار ہو گئے۔ یہی لوگ اصل فاسق ہیں جو اپنے رب کی فرماں برداری سے نکل گئے اور گناہوں میں ملوث ہو گئے۔

۱۰) حلال چیزوں کا بے تحاشہ استعمال

کسی حلال چیز کا حد سے زیادہ استعمال بھی انسان کی زندگی کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کی نعمتیں پا کر انسان اللہ ہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ آسودگی کی حالت میں اللہ تعالی کا شکر نہیں بجا لاتا۔ مسلمان کو ہمیشہ اعتدال کی راہ اپنانی چاہیے۔

غفلت کے افعال

ہم عام مسلمان غفلت کی وجہ سے بے شمار ایسے کام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہوتے ہیں۔ ہم گناہ کر رہے ہوتے ہیں اور اسے گناہ نہیں سمجھتے۔ یہ بات جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو پہلے فسق اور پھر کفر تک لے جاتی ہے۔ ذیل میں چند گناہوں کا ذکر کیا جا رہا جن پر ہمیں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔

اللہ کا دین سیکھنے میں غفلت

اللہ تعالیٰ کے دین سے لاعلمی اور جہالت گناہوں کے ارتکاب کا سبب بنتی ہیں۔ گناہوں کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور پھر وہ اللہ کی نافرمانی کرنے لگتا ہے اور اپنے انجام سے غافل ہو جاتا ہے۔ دین کے علم سے دور ہونے کی وجہ سے اہل اسلام میں فرقوں نے جنم لیا اور گمراہی کا مرتکب بنا دیا۔ بعض گناہ اور جرائم کو وہ گناہ ہی نہیں سمجھتا۔

قرآن سے غفلت

لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے پڑھنے، سمجھنے اور سیکھنے سے غافل ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا
الْقُرْآنَ مَهْجُوراً O

(سورۃ الفرقان ۔ ۳۰)

اللہ کے رسول (ﷺ) کہیں گے کہ اے میرے پروردگار بے شک
میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ سے یہ شکایت کریں گے کہ اے باری تعالیٰ! یہ لوگ قرآن کے حقوق نہیں ادا کرتے تھے۔ انہوں نے اس قرآن کو نظر انداز کر دیا تھا۔

یہ لوگ نام تو اسلام کا لیتے تھے لیکن اپنی سیاست، معیشت، حکومت اور معاشرت میں قرآن کے احکامات پر نہیں چلتے تھے بلکہ کافروں کے بنائے ہوئے قانون کو اس پر ترجیح دیتے تھے۔ ان میں سے بعض احکامات (خصوصاً قصاص اور دیت) کو ظالمانہ کہتے تھے۔

قیامت کے دن حافظ قرآن کے کتنے بلند درجے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ روز قیامت قرآن اپنے پڑھنے والوں کی اور ان کے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔ ان کے علاوہ بہت سے انعامات ہیں جو قرآن پڑھنے والے، پڑھانے والے اور یاد کرنے والے پائیں گے لیکن لوگ اس سے غافل ہیں۔

نیت کرنے میں غفلت

سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اعمال کے نتائج نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ (صحیح بخاری ۔ کتاب بدءالوحی)

بہت سے لوگ نیک عمل کرتے ہیں لیکن نیت کرنا بھول جاتے ہیں اور بعض اوقات ان کا پورا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ انسان کے بعض عمل ایسے ہوتے ہیں جو وہ روزمرہ کی زندگی میں اپنے معمول میں کرتا ہے اگر وہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کے مطابق صرف نیت کر لے تو وہ اس کام کے دنیاوی فائدے کے ساتھ ساتھ آخرت میں اجر کا مستحق بھی ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب کوئی مسلمان اپنے بیوی بچوں کی ذات پر ثواب سمجھ کر مال خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے یہ صدقہ ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری ۔ کتاب الایمان)

بعض اوقات انسان اپنے دوست یا بھائی کے ساتھ کھیلتا ہے۔ یہ چیز اس کے اجر کا باعث ہو سکتی ہے کہ وہ اس کھیل میں اپنے مسلمان بھائی کا دل خوش کرنے کی نیت کر لے۔ اسی طرح سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا وقت گزارنے کے وقت ان کو خوش کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی نیت کر لے تو اس کو اس پر بھی اجر ملے گا۔ اگر انسان گھر کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدنے پر اللہ تعالیٰ سے اجر

وثواب کی امید کرلے تو وہ اس پر بہت اجر پاسکتا ہے۔ ایسے ہی جب اپنے اہل خانہ پر واجب یا غیر واجب اخراجات کرتا ہے تو اس پر نیک نیت رکھنے سے اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

امام نووی ؒ فرماتے ہیں! یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مباح کام سچی نیتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے قرب اور اطاعت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنا بھی اس وقت عبادت بن جاتا ہے کہ جب اس کی نیت بیوی کا حق ادا کرنے کی ہو۔ ایسے میں اس کے ساتھ اچھے طریقے سے سلوک کرنا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا نیک اولاد کی خواہش کرنا، یا اپنے نفس کی پاکدامنی چاہنا یا اپنی بیوی کی پاک دامنی کی نیت کرنا، دونوں کو حرام کاری کی نظر سے روکنا یا ایسی سوچ اور خیالات سے روکنے کی کوشش کرنا سب نیک مقاصد میں شامل ہوتے ہیں۔

(شرح نووی: ۹۲/۷)

بلاشبہ عام انسان ایک دن میں کئی کام کرتا ہے۔ وہ روزگار پر جاتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، سوتا ہے، ہنسی مذاق کرتا ہے، لوگوں سے بات چیت کرتا ہے، خرید وفروخت کرتا ہے، لوگوں کی ادائیگیاں کرتا ہے وغیرہ۔ ان تمام چیزوں میں اگر کرنے سے پہلے اچھی نیت کرلے تو یہ تمام کام عبادت میں شمار ہوسکتے ہیں۔

اعمال کی ترتیب میں غفلت

اعمال میں ترتیب کا خیال رکھنے سے اس کے ثواب میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔ سب سے پہلے فرائض پھر واجبات پھر سنتیں پھر مستحب اور پھر نفلی اعمال کرنے چاہیئے۔ اگر ایک شخص بہت زیادہ نفلی عبادت کرتا ہے اور فرائض اور واجبات میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کی یہ نفلی عبادت بے معنی ہوجائے۔ فرائض سے اللہ راضی ہوتا ہے اور نوافل سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت افضل ترین عمل ہے۔ مگر جب انسان مسجد میں داخل ہورہا ہو تو اس وقت مسجد میں داخل ہونے کی دعا کو قرآن پاک کی تلاوت سے مقدم کردینا چاہیئے اور ایسے ہی مسجد نے نکلتے وقت۔ اسی طرح صبح وشام کے اذکار کو قرآن کی تلاوت سے مقدم کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بہت ہی کم نفلی روزے رکھتے تھے۔ آپؓ فرماتے تھے! اگر میں روزہ رکھوں تو نماز پڑھنے میں کمزور ہوجاتا ہوں اور نماز پڑھنا میرے لئے نفلی روزے سے افضل ہے۔ آپ ؓ ہر ماہ میں ایامِ بیض کے تین روزے رکھتے تھے۔ (رواۃ الطبرانی فی معجم الکبیر)

وہ اعمال جن کا فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہے وہ ان اعمال سے افضل ہوتے ہیں جن کا فائدہ انسان کی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان

چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ شیطان موقع پا کر انسان کو زیادہ ثواب والے عمل سے ہٹا کر کم ثواب والے عمل پر لگا دیتا ہے۔

علامہ جوزیؒ فرماتے ہیں! ''اور بے شک بعض علماء نے اس طرح فضیلت کو ترتیب دیا ہے کہ وہ کتاب کی تصنیف کو یا علم نافع کی تعلیم کو نفلی نماز اور نفلی روزہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ ایک ایسی کاشکاری ہے جس کا فائدہ بڑھتا رہتا ہے اور اس کے فائدے کا حصول بھی طویل عرصے تک جاری رہتا ہے۔''

(صید لا خاطر: ص۴۲)

اللہ کی رحمت پر بھروسہ کر کے نافرمانیوں کے کاموں میں مشغول رہنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ سے وہی لوگ بے خوف رہ سکتے ہیں جو فاسق ہیں۔

أَفَأَمِنُواْ مَكْرَ اللّهِ فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ☆

(سورۃ الاعراف ۔ ۹۹)

کیا یہ لوگ اللہ کی مخفی تدبیر کا ڈر نہیں رکھتے (سن لو کہ) اللہ کے مخفی تدبیر سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب تم دیکھو کہ اللہ کسی بندے کو اس کی خواہش اور پسند کے مطابق ہر چیز دیتا چلا جائے اور پھر بھی وہ اپنی نافرمانی پر قائم رہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ O

(سورۃ انعام ۔ ۴۴)

پھر جب انہوں نے اُس نصیحت کو جوان کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب اُن چیزوں سے جوان کو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے۔

یعنی اب وہ نجات و خیر سے محروم ہو گئے ہیں اور مسلسل نعمتوں میں رہنے کے دھوکہ میں رہنے کی وجہ سے انہیں حسرت ، غم اور رسوائی کا سامنا ہو گا۔ رسول کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے دلوں کے بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ ایک دفعہ صحابہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ (ﷺ) کو بھی ڈر لگتا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا! تمام دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ انھیں جیسے چاہتا ہے پلٹتا ہے۔ دل کبھی خیر کی طرف مائل ہوتا ہے اور کبھی شر کی طرف۔ کبھی ایمان کی طرف مائل ہوتا ہے اور کبھی کفر کی طرف۔ دل بندے کی خواہش کے مطابق کسی بھی طرف مائل ہوتا ہے۔

بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ اعمال کا دارو مدار اس کے خاتمہ پر ہوتا ہے۔ زندگی میں کامیابی یا ناکامی کا دارو مدار اعمال پر ہے۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور نیکی کے کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکی کے کام آسان کر دیتا ہے۔ اور جو شخص گناہ کے کام کرے بخل اختیار کرے اور نیکی کرنے کو اچھا نہ سمجھے تو اللہ اس کے لئے گناہ کے کام میں آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص نیک کام کرتا ہے اسے دوسروں کو دیکھ کر گھمنڈ میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے اسے نیکی کی توفیق بخشی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔

يَا بَنِيَّ اذْهَبُواْ فَتَحَسَّسُواْ مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلاَ تَيْأَسُواْ مِن رَّوْحِ اللّهِ إِنَّهُ لاَ يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ O

(سورۃ یوسف ۔ ۸۷)

بیٹا (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ اور یوسف اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کہ اللہ کی رحمت سے بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ O

(سورۃ الزمر ۔ ۵۳)

(اے پیغمبر! میری طرف سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں ہر رحمت اتنی وسیع ہے کہ زمین و آسمان کو بھر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے صرف ایک رحمت تمام جن و انس اور جانوروں کے درمیان اتاری ہے۔ اسی ایک رحمت کے ذریعہ وہ ایک دوسرے پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ وحشی جانور اور پرندے تک اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں اور باقی ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (بخاری)

ترمذی شریف میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا، میں تیرے سارے گناہوں کو معاف کرتا رہوں گا۔

اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھے، پھر مجھ سے اس طرح سے ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں زمین بھر کر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملاقات کروں گا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اس وقت وہ نزع کی کیفیت میں مبتلا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے کیفیت پوچھی۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید اور اپنے گناہوں سے ڈر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جس شخص کے دل میں اس طرح دو چیزیں جمع ہو جائیں اللہ اسے اس کی امید کے مطابق عطا فرما دیتا ہے۔ اور جس چیز سے ڈر رہا ہو اللہ اسے اس سے محفوظ اور بے خوف کر دیتا ہے۔

(مسند احمد)

علم پر عمل نہ کرنا

امام مسلمؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیراب نہ ہو، ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لاکر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ انہیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے۔ یہ دیکھ کر سب اہل جہنم اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے فلاں! یہ تیرے ساتھ کیا ہوا؟ کیا تو وہی نہیں ہے جو نیکی کا ہمیں حکم دیتا تھا اور برائی سے ہمیں روکتا تھا۔ وہ جواب دے گا کہ میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ تمہیں تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس سے نہیں رکتا تھا۔

طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو بھلا دیتا ہے اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کے لئے روشنی پیدا کرتا ہے اور اپنے آپ کو جلا دیتا ہے۔

طبرانی اور بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اس کے علم سے فائدہ نہ پہنچا ہو۔

طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دین اسلام کی تعلیم دینے کے لئے بنو قیس کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا تو پتہ چلا کہ وہ تو وحشی اونٹ جیسی ایک قوم ہے جن کی آنکھیں اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں۔ انہیں اونٹ و بکریوں کے علاوہ کوئی غم نہیں ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

کارگزاری پوچھی تو میں نے سارا واقعہ اور قوم کی غفلت کے متعلق بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عمار! کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں۔ وہ لوگ جو ایسی باتیں جانتے ہیں جو اس قوم کے لوگ نہیں جانتے پھر بھی ان کی طرح غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

امام احمدؒ اور بیہقیؒ نے منصور بن زاذان سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں ایک آدمی کو ڈالا جائے گا۔ اس کی بد بو سے جہنمی بھی پریشان ہو جائیں گے۔ لوگ اس سے کہیں گے ارے کمبخت! جس پریشانی اور مصیبت میں ہم مبتلا ہیں تو کون سا عمل کرتا تھا جو تجھے ہماری سزا کافی نہ ہوئی کہ ہم کو تیری وجہ سے اور تیری بد بو کی وجہ سے اذیت میں مبتلا ہونا پڑا۔ وہ جواب دے گا کہ میں عالم تھا اور اپنے علم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھاتا تھا۔ (مسند احمد)

علماء کی تحقیر اور بے ادبی

طبرانی نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین قسم کے لوگ ہیں جن کی تحقیر کوئی منافق ہی کرسکتا ہے۔ اسلام میں سفید بالوں والا آدمی، علم رکھنے والے، اور انصاف پسند حکمران۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا

کردیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سفید ریش (بزرگ) مسلمان حامل قرآن (یعنی حافظ، قاری یا عالم) جو قرآن کے بارے میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرتا ہو اور نہ اس سے بے وفائی کرتا ہو اور منصف بادشاہ کی عزت کرنا اللہ کی عزت کرنے کے ہم معنی ہے۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ یا رسول کریم ﷺ کی طرف جان بوجھ کے جھوٹی نسبت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " قیامت کے دن آپ ان لوگوں کو جنھوں نے اللہ کی طرف جھوٹی نسبت کی دیکھیں گے کہ ان کے چہرے سیاہ پڑ چکے ہیں۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُواْ عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ O

(سورۃ الزمر ۔ ٦٠)

اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تم قیامت کے دن دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہو رہے ہوں گے کیا غرور کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ میں نہیں ہے؟

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کسی بات کی جھوٹی نسبت کرے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (صحیح بخاری)

شیخ ابو محمد جودینی ؒ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹی نسبت کرنا کفر ہے۔

اولیاءاللہ کواذیت دینا اوران سے دشمنی کرنا

امام بخاری ؒ نے حضرت انس ؓ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل کیا کہ جو شخص میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے وہ مجھ سے جنگ کا کھلم کھلا اعلان کرتا ہے۔

ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے صحابہ ؓ کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ غریب وفقراء تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ انہیں اپنے پاس سے بھگا دیجئے کیونکہ ہم اچھا نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ بیٹھیں تو ہم آپ (ﷺ) کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی آیت نازل ہوئی جس میں نبی کریم ﷺ کو ہدایت کی گئی تھی کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور مت کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اسی کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب مشرکین اس بات سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے ایک نئی درخواست پیش

کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مشرکین کے لئے اور ایک دن صحابہ ؓ کے لئے وقف کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے بھی انکار کر دیا۔

وہ کلمہ جس کی خرابی زیادہ ہو اور کہنے والے کو اس کی پرواہ نہ ہو

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بعض اوقات انسان اپنے منہ سے ایسا کلمہ نکال دیتا ہے جس کی حقیقت اسے معلوم نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے وہ اتنے فاصلہ سے جہنم میں گر پڑتا ہے جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

بعض اوقات انسان اللہ کی ناراضگی پر مشتمل کوئی ایسا جملہ بول دیتا ہے کہ اسے اس بات کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ جملہ وہاں تک پہنچ جائے گا۔ اللہ اس جملے کی وجہ سے اس کے لئے قیامت تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

(صحیح بخاری)

یعنی کسی سنت کی مذمت ہو یا کسی بدعت کی حمایت ہو، کسی حق کا انکار ہو اور باطل کا اقرار ہو، کسی حلال کو حرام سمجھ لیا ہو یا کسی حرام کو حلال سمجھا ہو۔ کسی مسلمان کی بے عزتی ہوتی ہو یا قطع رحمی کا مرتکب ہو، کسی مسلمان سے عہد شکنی ہوتی ہو یا کسی میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا ہوتی ہو، وغیرہ وغیرہ

محسن کی احسان فراموشی

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت پر نظر کرم نہیں فرمائے گا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی حالانکہ وہ اس پر شوہر کے بہت احسانات ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے شوہر کی ناشکری کو عورتوں کی کثرت کو جہنم میں لے جانے کا سبب قرار دیا ہے اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص عورت (یعنی بیوی) سے ساری زندگی اچھا سلوک کرتا ہے پھر اس عورت کو اپنے شوہر کی کوئی بات (بری) نظر آتی ہے تو فوراً کہہ دیتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

(صحیح بخاری)

محسن سے مراد ذات باری تعالیٰ بھی ہے کیونکہ محسن حقیقی تو وہی ہے۔ وہی ہمیں دنیا کی تمام نعمتیں عطا فرماتا ہے اور ہم اس کی نسبت اپنی طرف یا کسی اور کی طرف کر دیتے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ شخص اللہ کا شکر گزار نہیں ہو سکتا جو بندوں کا شکریہ ادا نہ کرے گا۔ (ابوداؤد)

ترمذی اور ابو حیان کی روایت ہے کہ جس شخص کو کوئی بخشش ملے تو اسے چاہئے کہ اگر اس کے پاس کچھ موجود ہو تو وہ اس کا بدلہ دے دے۔ جسے دینے کے لئے کچھ نہ ملے تو وہ اس کی تعریف کر دے کیونکہ تعریف کرنا بھی شکریہ ادا کرنا ہی ہے اور جو شخص ایسا نہ کرے تو وہ ناشکرا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک سن کر درود شریف نہ پڑھنا

حاکم نے کعب بن عجزہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو منبر کے قریب جمع ہونے کا حکم دیا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا! آمین۔ پھر دوسری اور تیسری سیڑھی پر بھی آمین کہا۔ آپ ﷺ اپنی بات کر کے جب نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ)! آج ہم نے آپؐ سے وہ بات سنی جواب سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! میرے پاس جبریلؑ آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو جو ماہ رمضان پائے اور وہ اپنی بخشش نہ کرا سکے۔ اس پر میں نے آمین کہا۔ جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو جس کے سامنے آپ (ﷺ) کا ذکر آئے اور وہ آپ (ﷺ) پر درود نہ پڑھے۔ تو میں نے اس پر بھی آمین کہا۔ جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پائے اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو سکے۔ تو میں نے اس پر بھی آمین کہا۔ (ترمذی)

طبرانی نے حضرت حسین بن علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس شخص کے سامنے میرا تذکرہ ہوا اور اس نے مجھ پر درود بھیجنے میں خطا کی وہ جنت کے راستے میں

خطا کا شکار ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ذلت، حقارت اور بخل بلکہ سب سے زیادہ بخیل ہونے کا ذکر کرنا یہ سب چیزیں انتہائی شدید وعید میں شامل ہیں۔ چاروں فقہ کے اماموں کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب بھی ان کا تذکرہ کیا جائے درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

قرآن کریم یا اس کی کوئی آیت یاد کر کے بھلا دینا

ترمذی اور نسائی نے حضرت انس ؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے سامنے میری امت کا اجر وثواب پیش کیا گیا حتیٰ کہ وہ تنکا بھی جو انسان مسجد سے نکال کر پھینکتا ہے۔ اسی طرح میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو مجھے اس سے بڑا کوئی گناہ نظر نہیں آیا کہ انسان کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت سکھائی گئی ہو اور پھر اس نے اسے بھلا دیا ہو۔

ابوداؤد نے حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص قرآن کریم پڑھتا ہو اور پھر اسے بھلا دیتا ہو، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گا۔

یہ اس صورت میں ہے جب کہ انسان نے محض سستی اور غفلت کی وجہ سے قرآن بھلا دیا ہو۔ اگر کسی انسان کی یادداشت کسی بیماری کی وجہ سے چلی گئی ہو تو وہ شخص گناہ گار نہ ہو گا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہے اس میں اس کا خود کوئی اختیار نہیں ہے۔

بدن یا کپڑوں پر پیشاب کی چھینٹوں میں احتیاط نہ کرنا

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی مشکل کام کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہو رہا البتہ وہ گناہ بڑا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسری پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس لئے پیشاب کے قطروں اور اس کی چھینٹوں کو معمولی ناپاکی نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ عذاب قبر اکثر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

بغیر کسی شرعی عذر اور مجبوری کے ستر کھولنا

مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے اور عورت کا ستر گردن سے پیر کے ٹخنے تک ہے۔ ایسا لباس جس میں مرد کے گھٹنے کھلے ہوئے ہوں عریانیت میں آتا ہے۔

پیشاب وغیرہ کرتے ہوئے باتیں کرنا سخت منع ہے۔ امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حیادار ہے اور حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرے تو اسے چاہئے کہ پردہ کر لے۔ مرد کا مردوں کے سامنے اور عورت کا عورتوں کے سامنے بھی ستر کھولنا حرام ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنا

ابوداؤد میں روایت نقل کی گئی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ اس کے آگے گزرنے پر چالیس سال تک کھڑا رہنے کو بہتر سمجھے گا۔ امام ترمذی نے حضرت انس ؓ سے روایت کی ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی سو سال تک کھڑا رہے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اپنے اس بھائی کے آگے سے گزرے جو نماز پڑھ رہا ہو۔ نماز پڑھنے والے کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ ایسی جگہ تنہا نماز پڑھے جہاں سامنے لوگوں کی گزرگاہ نہ ہو۔

بلاشرعی عذر نماز جمعہ نہ پڑھنا

اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی نماز ہر عاقل و بالغ پر فرض کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ O

(سورۃ الجمعہ ۔ ۹)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (یعنی خطبہ و نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

اس آیت شریفہ میں ذکر اللہ کی طرف جلدی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
یہاں ذکر اللہ سے مراد جمعہ کی نماز کا خطبہ اور فرض نماز ہے۔ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کو منع کیا گیا ہے۔ جو لوگ اپنے کاروبار یا ملازمت کی وجہ سے جمعہ کی نماز چھوڑ دیتے ہیں ان کے لئے سخت وعید آئی ہیں۔ اس نماز کا شمار شعار اسلام میں ہوتا ہے اور اس میں بے شمار اسرار و رموز اور حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

امام مسلم نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ چھوڑنے والوں کے متعلق فرمایا! میں سوچ رہا ہوں کہ ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور پھر میں جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہوتے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غافلوں میں شامل ہو جائیں گے۔

امام احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص غفلت کی وجہ سے تین جمعہ کی نمازیں تسلسل کے ساتھ چھوڑ دے تو اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ اور اس کا شمار منافقین میں ہوتا ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرلو، مشغول ہونے سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف سبقت کر لو، اللہ تعالیٰ کا کثرت کے ساتھ ذکر کر کے اپنے اور اپنے رب کے تعلق کو جوڑ لو۔ خفیہ اور اعلانیہ ہر طرح سے کثرت سے صدقہ کرو۔ تمہارے رزق میں اضافہ ہوگا۔ تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری تلافی کی جائے گی۔

اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے میرے اس کھڑے ہونے کی جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں قیامت تک کے لئے تم پر جمعہ فرض قرار دے دیا ہے۔ اب جو شخص محض اسے ہلکا سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کرتے ہوئے میری زندگی میں یا اس کے بعد اسے ترک کر دے تو اللہ اس کے معاملہ میں کبھی برکت نہ دے گا۔ یاد رکھو! اس شخص کی کوئی نماز، کوئی زکوۃ، کوئی حج، کوئی روزہ اور کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرلے اور جو شخص توبہ کرلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔

حضرت ابو جعد زمریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے محض سستی کی وجہ سے تین جمعہ ترک کردئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (یعنی وہ سیدھی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے)۔

علامہ ابن حجر مکی ؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس بات پر ضد کرے کہ میں ظہر ہی پڑھوں گا جمعہ نہیں پڑھوں گا تو اس شخص کو قتل کر دیا جائے کیونکہ وہ مرتد ہو گیا۔ کیونکہ اس نے اصل جڑ اور بنیاد ہی کو ختم کر دیا۔ اگر کسی شخص کی جمعہ کی نماز کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئی تو اسے چاہئے کہ توبہ کرے اور اس کے ساتھ کچھ صدقہ کرے۔

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

امام بخاری نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، اور حاکم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر جو عورتوں کے لباس پہنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہیں لعنت فرمائی ہے۔

موجودہ زمانے میں اکثر نوجوان لڑکیوں نے لڑکوں کے روپ اختیار کر رکھے ہیں۔ دوسری طرف لڑکوں نے لڑکیوں کے سے طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ نوجواں لڑکے داڑھی مونچھ صاف کر کے لڑکیوں کی طرح نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تنگ لباس پہنتے ہیں سونے کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں، گلے میں اس طرح سے زنجیر یا لاکٹ ڈالتے ہیں جس طرح عورتیں پہنتی ہیں۔

عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور مردوں کا عورتوں کی شکل وصورت اپنانا گناہ کبیرہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی مخالفت ہے اور اس فطرت کے بھی خلاف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ خلاف فطرت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو پیدا کیا اوران کومردانہ اوصاف عطا فرمائے، طاقت وقوت، شجاعت ومردانگی سے انہیں نوازا اور یہ اوصاف عورتوں کے اوصاف وخصلت سے مختلف ہیں۔ مردانہ قوت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء ورسل، خلفاء وسلاطین، منصف جج وامراء اورلشکروں کے سپہ سالار سب مرد ہی بنائے اور یہ ذمہ داریاں عورتوں پرنہیں ڈالیں کیونکہ مردکوان اوصاف وخصائل کا حامل بنایا گیا ہے۔

مشابہت کی اس سے زیادہ اذیت ناک اورافسوس ناک صورتیں وہ ہیں جنہیں ریڈیو، ٹیلی ویژن اورویڈیو پوسٹ پردیکھا جاسکتا ہے، جن میں مردعورت بنتا ہےاورعورت آدمی بنتی ہےاورصنف مخالف کی حرکات وسکنات کرنا اوران کی نقلیں اتارتے ہوئے دکھایااورسنایا جاتا ہے۔ اس بات پرافسوس ہے کہ اطلات ونشریات کے اکثر آلات کے ذریعہ ایسے طریقہ اختیار کئے گئے ہیں جن سے اسلام اوراس کی تعلیمات کی مخالفت وتضحیک ہوتی ہے اوراس سے اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کیا جاتا ہے۔ اس کے عوض ایسا کرنے والوں کو بھاری معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اس عریانیت وفحاشی کے منہ مانگے دام دئے جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صنف نازک کی یہ تبدیلی اور لطف اندوزی سراسر حرام ہے اور جو لوگ اس برے فعل میں مبتلا ہیں اور اسلام کا نام لیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایسا کرنے والے پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی پوشاک پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی پوشاک پہنے۔ (ابوداؤد)

صدقہ کر کے احسان جتلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لاَ يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُواُ مَنّاً وَلاَ أَذًى لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۲۶۲)

لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں صرف کرتے ہیں پھر اُس کے بعد نہ اُس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ اُن کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نیکی کا احسان جتانے سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ یہ شکر کو باطل کر دیتا ہے اور اجر و ثواب کو مٹا دیتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اے اہل ایمان! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر یا تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کیا کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تُبْطِلُواْ صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالأذَى كَالَّذِىْ يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاء النَّاسِ وَلاَ يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْداً لَّا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُواْ وَاللّهُ لاَ يَهْدِىْ الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ O

(البقرہ ۔ ۲۶۴)

مومنو! اپنے صدقات (و خیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھانے کیلئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اُس (کے مال) کی مثال اُس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اُس پر زور کا مینہ برس کر اُسے صاف کر ڈالے (اسی طرح) یہ (ریا کار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود حج کرنے میں تاخیر کرنا

ایک حدیث میں حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف بحوالہ فضائل حج)

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " اللہ کی رضا کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی قدرت بھی رکھتا ہو"

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً

وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰه غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۹۷)

اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھتا ہو وہ اُس کا حج کرے اور جو اُس کے حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں سوچ رہا ہوں ان شہروں کی طرف لوگوں کو بھیجوں اور تحقیق کروں کہ جس کے پاس گنجائش ہے اور اس کے باوجود حج نہیں

کرتا ان تمام لوگوں پر ٹیکس (جزیہ) مقرر کردوں کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

بزاز نے روایت نقل کی ہے کہ اسلام کے آٹھ حصے ہیں، کلمہ اسلام ایک حصہ ہے، نماز ایک حصہ ہے، زکوۃ ایک حصہ، روزہ ایک حصہ ہے، حج بیت اللہ ایک حصہ ہے، امر بالمعروف ایک حصہ ہے، نہی عن المنکر ایک حصہ ہے، اور جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے۔ وہ شخص نامراد ہے جس کا کوئی حصہ نہ ہو۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ایک بندہ ہے، میں نے اس کا جسم تندرست بنایا اور اس کی روزی میں وسعت دی لیکن اس پر پانچ سال گزر جاتے ہیں پھر بھی وہ میرے پاس نہیں آتا یقیناً وہ محروم ہے۔

ابن حیان ؒ اور بیہقی ؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے وہ اسی پر عمل کرتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے کہ تندرست و مالدار آدمی کے لئے مستحب ہے کہ پانچ سال تک حج نہ چھوڑے۔ جو شخص ہر قسم کی وسعت کے باوجود حج نہ کرتا ہو، ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کی توہین و تضحیک کرتا ہے اور شعار اسلام سے گریز کرنے کا مجرم ہوتا ہے۔ یہ عظیم فریضہ حج ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت عمر ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا! اگر لوگ حج کو چھوڑ دیں گے تو میں ان سے قتال کروں گا جیسا کہ نماز اور زکوٰۃ چھوڑنے پر قتال ہوگا۔

لوگوں نے حج کے بہت سے غیر ضروری خرچے اپنے ذمہ لگا لئے ہیں۔ اپنے خاندان اور عزیز اقارب کے لئے قیمتی تحفے لاتے ہیں اور ان سب کو حج کے خرچہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ اسی انتظار میں مرجاتے ہیں اور حج نہیں کر پاتے کہ اس کے پاس حج کے اتنے پیسے نہیں ہوتے جس کا رواج چل رہا ہوتا ہے۔ یا لڑکیوں کی رواج کے مطابق شادیاں اور دوسرے دنیاوی انتظامات کی وجہ سے حج میں تاخیر کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات اتنی تاخیر ہو جاتی ہے کہ پھر ان کی صحت اس قابل نہیں رہتی کہ وہ اتنی مشقت کا سفر کرسکیں۔

ایک اور حدیث ابی امامہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے کسی مجبوری نے یا کسی ظالم بادشاہ نے یا روکنے والے مرض نے حج سے نہ روکا اور مرگیا اور حج نہ کیا تو اسے اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہونے کی حالت میں مرے۔ (مشکوۃ المصابح)

بڑے بڑے دولت مند حج نہیں کرتے اور یوں ہی مرجاتے ہیں۔ لاکھوں روپے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں پر ریا کاریوں میں خرچ کر دیتے ہیں لیکن حج کے لئے رقم خرچ کرنے سے ان کا دل دکھتا ہے۔ بعض لوگ تو حج کا مذاق اڑاتے ہیں اور حج کی فرضیت کے منکر ہیں، یہ لوگ کافر ہیں۔ بعض لوگ حج کی فرضیت کے منکر تو نہیں ہیں لیکن استطاعت ہوتے ہوئے بھی حج کو نہیں جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کافر تو نہیں کہا جائے گا لیکن یہ لوگ عملی کفر میں ضرور مبتلا ہیں۔ یعنی جو شخص

حج کی استطاعت ہوتے ہوئے بھی حج نہیں کرے گا تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ گناہ گار ہوگا۔ وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا کیونکہ اللہ کو بندے کی کسی عبادت کی حاجت نہیں۔

قدرت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص کے پاس قربانی کی گنجائش ہو اور اس کے باوجود وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن کبریٰ، بیہقی)

رسول اللہ ﷺ کا ایسے لوگوں کو عیدگاہ کی طرف آنے کی ممانعت کرنا سخت تنبیح و وعید ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ قربانی کے دن اللہ کے نزدیک جانور کا خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں جو ابن آدم کرتا ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں پہنچ جاتا ہے اس لئے خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ جو شخص خوش دلی کے ساتھ قربانی کرے گا اور اس پر ثواب کی نیت رکھے گا تو وہ قربانی اس کے لئے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جانور کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے

پہلے اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اسے میزان عمل میں ستر گنا بڑھا کر رکھا جائے گا۔

بادشاہ یا شہنشاہ نام رکھنے کی ممانعت

امام مسلم ؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ خبیث اور ناپسندیدہ آدمی وہ ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقی مالک نہیں۔ (مسند احمد)

آئمہ کرام کا کہنا ہے کہ شہنشاہ نام رکھنا حرام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو یہ صفت دینا جائز نہیں۔

فاسق اور بدعتی کو سیّد کہنے کی ممانعت

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کو سیّد مت کہو اس لئے کہ اگر یہ شخص سیّد ہے تو یقیناً تم نے اپنے رب کا ناراض کر لیا ہے۔ (سنن ابوداوٗد)

اس حکم میں منافق، بدعتی، کافر، مشرک، ملحد، زندیق اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا ہر مخالف شامل ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی احترام کا

مستحق نہیں سمجھنا چاہئے۔ قدر و منزلت کا مستحق صرف مومن، متقی، اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا فرمابردار شخص ہی ہے۔

(ریاض الصالحین: ج ۲ ص ۴۴۴)

سود کھانا، سود کھلانا، اسے تحریر کرنا، گواہی دینا، اس میں محنت کرنا اور اس پر تعاون کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے!

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لاَ يَقُومُونَ إِلاَّ كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُواْ إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (275)يَمْحَقُ اللّهُ الْرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (276)إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (277)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

(278)فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ (279)وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُواْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (280)وَاتَّقُواْ يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ (281)

(البقرہ: ۲۷۵ ۔ ۲۸۱)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گی جیسے کسی کو جن نے لپیٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اُس کا اور (قیامت میں) اُس کا معاملہ اللہ کے سپرد۔ اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے ۔۲۷۵۔ اللہ سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا ہے۔۲۷۶۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے اُن کو اُن کے کاموں کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔۲۷۷۔ مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا

سُود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو۔۲۷۸۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کیلئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان۔۲۷۹۔ اور اگر قرض لینے والا تنگدست ہو تو (اُسے) وسعت (کے حاصل ہونے تک) مہلت (دو) اور اگر (زرِقرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔۲۸۰۔ اور اُس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔۲۸۱

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح اٹھیں گے جنہیں شیطان نے لپٹ کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تجارت بھی سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی اور وہ اس سے باز آ گیا جو گذر چکا وہ ہو گیا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ جو شخص دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب کرے تو یہی لوگ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کے بقیہ معاملات کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ لیکن تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جنگ کے

لئے تیار ہوجاؤ۔ اور اگر تم توبہ کرلو اور صرف اصل مال لو۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

ناپ تول اور پیمائش میں کمی کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَأَوۡفُوا الۡكَيۡلَ إِذا كِلۡتُمۡ وَزِنُواۡ بِالقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ذَلِكَ خَيۡرٌ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيۡلاً O

(سورۃ الاسراء ۔ ۳۵)

اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

وَالسَّمَاء رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِيۡزَانَ (7) أَلَّا تَطۡغَوۡا فِيۡ الۡمِيۡزَانِ (8) وَأَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ (9)

(سورۃ الرحمٰن: ۹ ۔ ۷)

اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی ۔۷۔ کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو ۔۸۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو ۔۹

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! ہلاکت ہے مطففین کے لئے۔

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (1) الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ (2) وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ (3) اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ (4) لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ (5) يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (6)

(سورۃ المطففین :۶ ۔ ۱)

ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والے کے لئے کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں اور جب وہ ان کو ناپ کر یا تول کردیں تو کم دیں۔ کیا یہ خیال نہیں کرتے کہ ان کو (مرنے کے بعد) زندہ ہونا ہے اس عظیم دن میں، جس دن سب لوگ رب العٰلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

یعنی جو لوگ اپنے لئے ناپ تول میں کمی کر کے اپنے مال میں اضافہ کر لیتے ہیں۔ ان کے لئے وارننگ ہے کہ اپنا طریقہ کار بدل لیں۔

سدی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے وہاں ایک شخص تھا جسے ابو جہینہ کہتے تھے۔ اس کے پاس دو پیمانے تھے ان میں سے ایک کے ذریعہ لوگوں کو ناپ کر دیتا تھا اور دوسرے سے

اپنے لئے ناپ کر لیتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ایسی چیز کا ذمہ دار بنایا گیا ہے جس سے پہلی امتیں ہلاک ہوئی ہیں۔

ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والے کو مطفف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ گھٹیا چیز ہی پکڑتا ہے اور وہ بھی چوری اور خیانت ہی کی ایک قسم ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص میں احسان اور مروت نام کی کوئی چیز نہیں۔ اسی وجہ سے اس کی سزا " ویل " کے نام سے بیان کی گئی ہے جس کے معنی عذاب کی شدت ہے۔ یہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں اگر دنیا کے پہاڑ کو جلایا جائے تو وہ گرمی کی شدت سے پگھل جائے گا۔ ناپ تول میں کمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو سخت ترین عذاب کی سزا دی گئی تھی۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْباً قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلاَ تَبْخَسُواْ النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (85) وَلاَ تَقْعُدُواْ بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ مَنْ

آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجاً وَاذْكُرُواْ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ(86)

(سورۃ الاعراف: ۸۶ ـ ۸۵)

اور مدیَن کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا (تو) انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی آ چکی ہے، تو تم ماپ اور تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو، اگر تم صاحبِ ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔۸۵۔ اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے اُسے تم ڈراتے اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اُس میں کجی ڈھونڈتے ہو اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو اللہ نے تمہیں جماعتِ کثیر بنا دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ۔۸۶۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک دوسرے پر رحم دلی اور ہمدردی اسلامی بھائی چارے کا فریضہ ہے اور جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہر انسان کا دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا، لین دین کرنا اور حسن سلوک ان کے لئے ضروری قرار دیا۔ ایک مومن ہی نہیں شریف انسان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں مخلص رہے، ان کے ساتھ دھوکہ فریب اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرے، ناپ و تول اور پیمائش میں کمی نہ کرے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے سخت منع فرمایا ہے اور سزا کی وعیدیں

سنائی ہیں۔

ابن ماجہ، بزار، بیہقی، اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا!

اے گروہ مہاجرین! پانچ خصلتیں ہیں جن کے متعلق میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ تم ان خصلتوں کو پاؤ۔ جس قوم میں بے حیائی غالب آ جاتی ہے اور لوگ علی الاعلان بے حیائی کرنے لگتے ہیں تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے آباؤ اجداد میں نہ رہی ہوں گی۔ جس قوم کے لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں انہیں قحط سالی اور شدید مشقت اور حکمرانوں کے ظلم میں گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ جس قوم کے لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ روک لیتے ہیں ان پر آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے، اگر چوپائے اور جانور نہ ہوں تو ان پر کبھی بارش نہ ہو۔ جس قوم کے لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا وعدہ توڑ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بیرونی دشمن مسلط کر لیتا ہے اور وہ ان کی چیزوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ جس قوم کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کو اختیار نہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں آپس میں لڑا دیتا ہے۔

مال کے بیچتے وقت گاہک کو مال کم دینا ہی صرف ناپ تول میں کمی نہیں ہے بلکہ کسی بھی طرح سے کسی کا مال رکھ لینا، حق مارنا حرام ہے۔ جو لوگ ملازمت کرتے ہیں ان میں جو لوگ تنخواہ پوری لیتے ہیں اور کام پورا نہیں کرتے یا وقت پورا

نہیں دیتے وہ بھی ناپ تول میں کمی کے جرم میں آتے ہیں۔

جس طرح حقوق العباد میں کمی کرنے والا مجرم ہے اس طرح حقوق اللہ میں خیانت کرنے والا بھی اسی زمرے میں آتا ہے جو نماز میں پوری طرح رکوع وسجدہ نہیں کرتا، یا دین کے دوسرے فرائض ادا کرنے میں چوری کرتا ہے۔

عدم ادائیگی کی نیت سے قرض لینا

امام بخاری نے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص لوگوں کے اموال انہیں ضائع کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ اسے ضائع کر دیتا ہے۔

طبرانی نے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص کسی سے قرض لے اور اس کی نیت ہو کہ وہ ادا کرے گا اور یوں ہی مر جائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہیں کرے گا اور مر جائے تو قیمت کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو یہ سمجھتا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق تجھ سے وصول نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اس کی نیکیاں لے کر اس بندے کی نیکیوں میں شامل کر دی جائیں گی جس کا اس پر قرض ہوگا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے آدمی کے گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے۔

ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ اگر جو شخص کسی سے قرض لے اور اس کا پکا ارادہ یہ ہو کہ میں یہ قرض ادا نہیں کروں گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا نام چوروں کی فہرست میں ہوگا۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کی یہ نیت ہو کہ وہ اس کا مہر ادا نہیں کرے گا تو جس دن اس کا انتقال ہوگا وہ زانی ہونے کی حالت میں مرے گا۔ اور جو شخص کسی آدمی سے کوئی چیز خریدے اور اس کی نیت یہ

ہو کہ وہ اس کی قیمت ادا نہیں کرے گا تو جس دن وہ مرے گا تو اس کا شمار خائنوں میں ہوگا اور خائن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

نسب کی جھوٹی نسبت کرنا

طبرانی اور معجم اوسط میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص کسی ایسے نسب کا دعویٰ کرے جس کی طرف اس کی نسبت معروف نہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جو شخص کسی سے اپنے نسب کی نفی کرے خواہ معمولی سی ہو تو وہ بھی اللہ کے ساتھ کفر ہے۔

امام احمدؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن سے وہ قیامت کے دن کلام کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور نہ ان پر نظر کرم فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والدین سے برأت ظاہر کرنے والا اور ان سے انکار کرنے والا، اپنی اولاد سے برأت ظاہر کرنے والا اور وہ شخص جس پر کچھ لوگوں نے احسان کیا اور وہ ان کی ناشکری کرے اور ان سے برأت ظاہر کرے۔ (مسند احمد)

صحیح بخاری میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کو اپنا باپ ہونے کا دعویٰ کرے حالانکہ کہ اسے معلوم بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو ایسے شخص پر جنت حرام ہے۔

ابو داؤد اور نسائی میں روایت ہے کہ جب آیت لعان نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو عورت کسی قوم میں ایسے شخص کو داخل کرتی ہے جو ان میں سے نہیں ہے۔ وہ اللہ کی ذمہ داری میں بالکل نہیں رہتی اور اللہ اسے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ جو شخص اپنے بچہ کا انکار کرے حالانکہ وہ اسے دیکھ رہا ہو تو اللہ اس کے اور اپنے درمیان حجاب حائل کر دے گا اور اولین و آخرین کے سامنے اسے رسوا کرے گا۔ ایسی غلط نسبت کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔

امام احمدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے وہ جنت کی مہک بھی نہ پا سکے گا۔ حالانکہ جنت کی مہک ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ ابن ماجہ نے پانچ سو سال کی مسافت لکھی ہے۔

ابو داؤد میں حضرت انسؓ سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف خود کو منسوب کیا، کسی اور نسبت کا دعویٰ کیا اس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی پے در پے لعنت ہوگی۔ ایک دوسری

حدیث میں فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے تو اس نے کفر کیا۔ یہاں کفر سے اگر ملت اسلامی سے نکل جانے سے مراد نہ بھی لیں اور کفران نعمت مراد لیں تو بھی یہ گناہ کبیرہ ہے۔ وہ لوگ جن کا نسبی تعلق رسول اللہ ﷺ سے نہیں ہوتا اور وہ اپنے نام کے ساتھ "سیّد" لکھ کر اپنے آپ کو آلِ رسول ظاہر کرتے ہیں یہ وعید ان کے لئے بھی ہے کیونکہ وہ بھی اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ دوسروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

کبھی کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہتا ہے اور اس کے حصول کے لئے اسے اپنے نام کی نسبت کسی اور کی طرف کرتا ہے تا کہ معاشرے میں اس کی شہرت ہو اور جس کی طرف اس نے خود کو منسوب کیا ہے وہ بھی کسی وجہ سے اس کی تصدیق کر لے یا وہ کوئی پرمٹ نکالنا چاہتا ہے اور کسی جائیداد یا مکان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس قسم کے دنیوی کاموں کے لئے آدمی اس قسم کی حرکتیں کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے اور جس پر رسول اللہ ﷺ کی لعنت ہوگی وہ شخص کفران نعمت کا مرتکب ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اپنے باپ دادا سے اعراض نہ کرو۔ جس شخص نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو اس نے کفر کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے بھی جانتے بوجھتے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور جس نے ایسی چیز کی ملکیت کا دعوہ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور جس نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا اے اللہ کے دشمن حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ الزام اسی پر لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

مزدور کی اجرت تاخیر سے دینا یا دینے سے انکار کرنا

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین قسم کے لوگ ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑا کروں گا اور میں ان پر غالب آ جاؤں گا۔ ایک وہ جو میرا نام لے کر کسی سے وعدہ کرے اور پھر اس سے وعدہ خلافی کرے۔ دوسرا وہ آدمی جو کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائے اور تیسرا وہ شخص جو کسی کو اجرت پر رکھے اس سے کام تو پورا لے لیکن اس کی اجرت پوری نہ دے۔

ابن ماجہ، طبرانی اور ابو یعلی نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا کرو۔

کسی مسلمان کا مذاق اڑانا یا برے القاب سے پکارنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ O

(سورۃ الحجرات ۔ ۱۱)

اے اہل ایمان! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ہوسکتا ہے وہ لوگ ان (مذاق اڑانے والوں سے) بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں ہی دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے وہی عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ آپس میں طعنہ زنی کرو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام رکھو کسی کے ایمان لانے کے بعد اسے فاسق اور بدکار کہنا برا نام ہے اور جس نے توبہ نہیں کی تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

کسی کو برے القاب سے پکارنا بھی غیبت کی طرح گناہ کبیرہ ہے۔ اس کی اہمیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے علیحدہ سے بیان فرمایا ہے۔ امام نووی ؒ کی کتاب اذکار میں ہے کہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ کسی انسان کو ایسے القاب سے پکارنا حرام ہے جو اسے ناپسند ہو چاہے وہ اس کی یا اس کے والدین کی صفت ہو۔

بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول کر ان سے کہا جائے گا کہ جلدی جلدی آجاؤ، وہ مذاق اڑانے والا پریشانی اور تکلیف جھیلتا ہوا وہاں پہنچے گا اور جیسے ہی وہاں پہنچے گا جنت کا دروازہ بند کر دیا جائے گا یہی سلوک اس کے ساتھ مسلسل ہوتا رہے گا حتیٰ کے وہ مایوس ہو جائے گا۔ امام قرطبی ؒ نے **"بئس الاسم الفسوق"** کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کو برا لقب دے اور اس کے ذریعہ اس کا مذاق اڑائے تو وہ شخص فاسق ہے۔

دو غلے شخص کی گفتگو

امام بخاری ؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم لوگوں میں ایسے پاؤ گے جیسے کانیں ہوتی ہیں، ان میں سے جو لوگ دور جاہلیت میں بہترین تھے وہ دور اسلام میں بھی سب سے بہترین ہیں۔ جبکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرلیں، اورتم محسوس کروگے کہ اب اس دین میں وہی لوگ سب سے بہتر ہیں جو پہلے اسے سب سے زیادہ ناپسند کرتے تھے، اورتم سب سے بدترین آدمی اس کو پاؤ گے جو دوغلا ہو جو ایک کے پاس ایک رخ لے کر آتا ہو دوسرے کے پاس دوسرا رخ لے کر جاتا ہو۔

طبرانی نے معجم اوسط میں روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں جو شخص دوغلا ہوگا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے دو چہرے ہوں گے جو آگ سے بنے ہوں گے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ " دوزبانوں والوں " سے مراد وہ شخص ہے جو دو دوستوں میں غلط فہمی پیدا کردے۔ ہر ایک سے اس کی مرضی کے مطابق کلام کرے اسی کو نفاق بھی کہتے ہیں۔ آپ ؒ فرماتے ہیں کہ دو چہرے والا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک امانتدار نہیں ہوتا۔

شوہر کا بیوی کے حق کو اور بیوی کا شوہر کے حق کو ادا نہ کرنا

میاں بیوی پر ایک دوسرے کے حقوق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے۔
مردوں پر اپنی بیویوں کے کچھ حقوق اور فرائض ہیں اسے بھلے طریقے سے ادا کرنے چاہئیں البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ مرد عقل، دیت، وراثت اور غنیمت میں پورا حصہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے امامت کی ذمہ داری بھی سونپی ہے۔ قضاء و شہادت میں بھی اس کا درجہ اعلیٰ ہے۔ وہی عورت سے شادی کرتا ہے، اسے طلاق دینے اور رجوع کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ مرد پر اللہ تعالیٰ نے ذمہ داریاں بھی زیادہ رکھی ہیں، مثلاً مہر کا دینا، نفقہ کا انتظام کرنا، بیوی کی عزت آبرو کی حفاظت کا انتظام، اس کے لئے ضروریات زندگی یعنی قیام و طعام کا بندوبست کرنا، اس کی مصیبت و تکلیف میں اس کی مدد کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کی خدمت میں مصروف رہنا اور اس کے حقوق ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ رکھے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے لئے اس طرح زیب و زینت اختیار کرتا ہوں جیسے وہ میرے لئے اختیار کرتی ہے۔ مرد کے ذمہ واجب

ہے کہ وہ بیوی کے حقوق اور اس کی ضروریات کو پورا کرے اور عورت پر واجب ہے کہ وہ اس کی اطاعت اور فرمابرداری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہاری معاون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے رہن سہن رکھا کرو۔ یعنی ان کے نان نفقہ کا معقول بندوبست، گھر کے معاملہ میں عدل و انصاف اور گفتگو میں نرمی رکھی جائے۔

ابن حبان نے روایت نقل کی ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تم انہیں سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ دو گے اسے یوں ہی اس سے اچھا برتاؤ کرو تا کہ تم ان کے ساتھ زندگی گزار سکو۔

ابن ماجہ، ترمذی اور حاکم نے روایت نقل کی ہے کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ امام احمدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہو تو اس سے کہا جائے گا کہ جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ابن حبانؒ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شادی شدہ عورت سے فرمایا کہ تیرا شوہر ہی تیری جنت و جہنم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کس آدمی کا عورت پر سب سے زیادہ حق ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اس کے شوہر کا۔ پھر میں نے پوچھا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اس کی ماں کا۔

طبرانی اور بزاز نے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کے پاس عورتوں کا نمائندہ بن کر آئی ہوں، پھر اس نے جہاد وغیرہ میں مردوں کے اجر وغنیمت کا ذکر کر کے عرض کیا کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بھی ملے اسے میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کے حقوق ادا کرنا ان تمام چیزوں کے برابر ہے۔ لیکن تم میں بہت کم عورتیں ایسی ہیں جو یہ کام کرتی ہیں۔

طبرانی نے صحیح سند سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کیا میں تمہیں تمہاری ان عورتوں کے متعلق نہ بتاؤں جو جنت میں جائیں گی۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں! یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ عورت جو شوہر سے محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو، اگر کبھی شوہر ناراض ہو جائے تو وہ اپنے شوہر سے کہے کہ میں حاضر ہوں اور اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک آپ راضی نہ ہو جائیں گے۔

حاکم نے روایت کی ہے کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے گھر کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا، اپنے شوہر کی رضامندی کے بغیر گھر سے نکلے۔ اس کے بارے میں کسی کی اطاعت قبول نہ کرے۔ اس کے بستر سے الگ نہ ہو اور اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے۔ اگر مرد ظالم بھی ہو تو اس کے پاس جا کر اسے راضی کرے۔ اگر وہ اس کا عذر قبول کر لے تو بہت اچھا، اللہ بھی اس عورت کی معذرت قبول کر لے گا، اس کی محبت مضبوط کرے گا اور اس پر کوئی گناہ نہ رہے گا۔ اور اگر وہ راضی نہ ہو تب بھی اللہ اس کا عذر قبول کر لے گا۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی پر یہ حق ہے کہ اگر وہ اس سے اپنی خواہش کی تکمیل کا مطالبہ کرے اور اگر عورت اس وقت اونٹ کے کجاوے پر ہو تب بھی اپنے شوہر کو انکار نہ کرے۔ شوہر کا بیوی پر حق ہے کہ عورت نفلی روزہ اس سے پوچھے بغیر نہ رکھے اگر اس نے ایسا کیا تو وہ محض بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ قبول نہیں ہوگا۔ وہ اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگر اس نے ایسا کیا تو آسمان کے فرشتے، زمین کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر نظر کرم نہیں فرماتا جو خاوند کی اطاعت گزار و شکر گزار نہ ہو۔

ترمذی شریف میں روایت نقل کی گئی ہے کہ جب کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو اذیت دیتی ہے تو حور العین میں سے اس شخص کی بیوی اس سے کہتی ہے اللہ کی مار ہو تجھ پر اس کو اذیت نہ دے ۔ یہ تیرے پاس کچھ عرصہ کا مہمان ہے اور عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔

کسی شرعی عذر کے بغیر کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرنا

امام احمدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع کلامی رکھے۔ اس صورت میں دونوں میں سے جو انکار کرنے والے ہوں گے۔ دونوں میں سے جو شخص بھی صلح کے لئے پہل کرے گا، اس کا یہ پہل کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ پھر اگر پہل کرنے والا دوسرے کو سلام کرے لیکن دوسرا آدمی اسے قبول نہ کرے اور جواب نہ دے تو اسے فرشتے جواب دیتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دے دیتا ہے اور اگر وہ اسی قطع کلامی کی حالت میں مر جائے تو وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہو گا۔

حاکم اور طبرانی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین دن سے زیادہ قطع کلامی کسی کے لئے جائز نہیں۔ اگر دونوں

کی کہیں ملاقات ہو جائے اور ان میں سے ایک سلام کرے اور دوسرا جواب دے دے تو دونوں ہی اجر وثواب میں شریک ہو گئے اور اگر دوسرے نے جواب نہ دیا تو پہلا اپنی ذمہ داری سے بری ہو گیا دوسرا گناہ کی طرف لوٹ گیا۔ جس شخص نے تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلق رکھا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے تھام لے۔

ابو داؤد میں روایت ہے کہ جو شخص ایک سال تک اپنے بھائی سے قطع تعلق رکھے تو یہ اس کا خون بہانے کی طرح ہے۔

عورت کا اپنے گھر سے معطر ہو کر نکلنا

ابو داؤد اور ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر آنکھ بدکار ہوتی ہے اور اگر کوئی عورت خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہوتی ہے یعنی بدکار۔ ایک مرتبہ ایک عورت حضرت ابو ہریرہ ؓ کے پاس سے گزری، اس سے خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔ اس سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے پوچھا! اے امۃ الجبار! کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ مسجد کا، انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے اسی مقصد کے لئے خوشبو لگائی ہے۔ اس نے کہا! جی ہاں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا! واپس جا کر غسل کرو، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں کرتا جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف نکلے اور اس کی خوشبو مہک رہی ہو، یہاں تک کہ وہ واپس جا کر غسل کر لے۔

ابن خزیمہ نے یہ قرار دیا ہے کہ اس عورت پر غسل کرنا واجب ہے اگر وہ غسل کرنے سے پہلے نماز پڑھ لیتی ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہو گی۔ لیکن بعض فقہاء نے فرمایا کہ یہاں خصوصیت کے ساتھ غسل کرنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصد ہے کہ خوشبو زائل ہو جائے۔

ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت مسجد میں داخل ہوئی جو خوب بن سنور کر آئی تھی، نبی کریم

ﷺ نے فرمایا! لوگو! اپنی عورتوں کو مسجد میں زینت وفخر کا لباس پہن کر آنے سے روکا کرو۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے لوگوں پر اس وقت لعنت کی گئی تھی جب ان کی عورتوں نے مسجد میں زینت وفخر کا لباس پہن کر آنا شروع کر دیا تھا۔
(صحیح بخاری)

عورت کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا

معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے اور افراد کی سیرت و کردار کی تعمیر اور ان کی اچھی یا بری تربیت گھر سے ہوتی ہے اور گھر اس وقت وجود میں آتا ہے جب مرد اور عورت رشتہ ٔ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں۔ یعنی شوہر اور بیوی کے اس نئے رشتہ کے وجود میں آنے سے ایک نئے گھر کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے دلوں میں اگر خوف خدا ہو اور آپس میں اتفاق واتحاد اور صبر وتحمل کا مظاہرہ ہو، دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت واحترام کا احساس ہو تو گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے اور گھر میں برکت اور اللہ کی نعمتوں کا ظہور ہوتا ہے اور بچے بھی اچھی تربیت پاتے ہیں۔ لیکن اگر آپس میں نا اتفاقی ہو اور ایک دوسرے کا لحاظ نہ ہو تو یہی گھر جہنم کا نمونہ بن جاتا ہے اور گھر کی برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔

جب عورتوں نے وراثت کے مسئلہ میں مردوں کا حق زیادہ ہونے پر اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَلاَ تَتَمَنَّوْاْ مَا فَضَّلَ اللّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً O

(سورۃالنساء ۔ ۳۲)

اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اُس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیئے اور عورتوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیئے اور اللہ سے اُس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّهُ وَاللاَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُواْ عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلِيّاً كَبِيراً O

(سورۃالنساء ۔ ۳۴)

مرد عورتوں پر نگہبان ہیں کیونکہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس

وجہ سے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں، چنانچہ نیک عورتیں وہ ہوتی ہیں جو فرمانبردار ہوں اور پیٹھ پیچھے اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی ہوں اس سبب سے کہ اللہ نے حفاظت کی اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو تم انہیں نصیحت کرو، اور ان کے بستر الگ کر دو اور انہیں مار لگاؤ۔ لیکن اگر وہ اطاعت کر لیں تو ان کے لئے حیلے بہانے تلاش نہ کرو بیشک اللہ برتر اور بہت بڑا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کی ایک وجہ فضیلت بیان فرمائی ہے کہ وہ عورتوں کے نگہبان ہیں اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں۔

اس آیت میں یہ دلیل موجود ہے کہ مرد اپنی بیوی کو ادب سکھا سکتا ہے لیکن یہ مناسب نہیں کہ اس کے ساتھ برا سلوک کرے۔ عورت کو چاہیئے کہ کوئی کام بھی شوہر کی مرضی کے خلاف نہ کرے اور جن لوگوں سے ملنا جلنا شوہر کو پسند نہیں ان سے کنارہ کش ہو جائے، گھر سے باہر شوہر کی اجازت کے بغیر قدم نہ رکھے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے! اللہ کا تقویٰ حاصل کرنے کے بعد کسی مومن نے نیک بیوی سے بڑھ کر کوئی خیر حاصل نہیں کی، شوہر اسے حکم دے تو وہ اطاعت کرے، شوہر اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، اس کے حوالے سے کوئی قسم کھا لے تو وہ اس قسم کو پورا کر دے۔ عورت کی نافرمانی کے حوالے سے احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں مثلاً فرشتوں کا ان پر لعنت کرنا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، نمازوں کا قبول نہ ہونا اور شوہر کی اطاعت واجب ہونا وغیرہ۔ اس میں یہ حکم بھی شامل ہے کہ عورت کو چاہیئے کہ شوہر کو جائز طریقہ سے فائدہ اٹھانے سے نہ روکے

اوراس کے مال کواس کی اجازت کے بغیر استعمال نہ کرے۔ جو عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی بنا پر منہ موڑ لیتی ہے وہ اس وقت تک اللہ کی ناراضگی میں رہتی ہے جب تک اسے ہنسا کر خوش نہ کرلے۔

رسول اللہ ﷺ نے جہنم جانے والی عورتوں میں اس عورت کا تذکرہ فرمایا جوشوہر کے سامنے زبان درازی کرتی ہو، اگر وہ غائب ہوتو اپنی حفاظت نہیں کرتی ہو، اگر وہ موجود ہوتو اپنی زبان سے اسے ایذاء پہنچاتی ہواور وہ شور سے اپنے شوہر کوایسے کام پر مجبور کرتی ہو جس کی اس میں طاقت نہ ہو، وہ عورت جواپنے آپ کوغیر مردوں سے نہ چھپائے اوراپنے گھر سے خوب زیبائش کر کے نکلتی ہو، وہ عورت جس کے پاس کھانے پینے اورسونے کے علاوہ کوئی کام ومقصد ہی نہ ہویعنی نہ اسے نماز سے رغبت ہواور نہ ہی اللہ، اس کے رسول اوراپنے شوہر کی اطاعت کی ہو۔ جہنم کی وعید سنائی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ اے عورتوں کے گروہ! اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے شوہروں کے تم پر کیا حقوق ہیں تو تم میں سے ہر عورت اپنے شوہروں کے قدموں کا گرد وغبار اپنے چہرے کی گرمی سے صاف کرنے لگ جائے۔ کیونکہ وہی اس کی جنت وجہنم ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ شوہر کی فرمانبردار عورت کے لئے فضا کے پرندے، سمندر کی مچھلیاں اورآسمان کے فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے شوہر کی رضامندی حاصل کرنے میں لگی رہتی ہے

کسی مسلمان کو گالی دینا اور لعنت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيْناً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۵۸)

وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی وجہ کے ایذاء پہنچاتے ہیں، اور بہتان باندھتے ہیں اور واضح گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

صحیح مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں روایت نقل کی گئی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو گالی دینے والے جو کچھ بھی کہتے ہیں اس کا وبال پہل کرنے والے پر ہوتا ہے یہاں تک کہ مظلوم حد سے آگے بڑھ جائے۔

حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ

ﷺ سے عرض کیا کہ ایک شخص مجھے گالیاں دیتا ہے اور وہ مجھ سے کمزور بھی ہے کیا اس سے بدلہ لینے میں کچھ حرج ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! آپس میں گالیاں دینے والے دونوں آدمی شیطان ہوتے ہیں جو ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جابر بن سلیم ؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے پر عمل کررہے ہیں اور وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے انہیں بتایا کہ یہ نبی کریم حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انھوں نے آگے بڑھ کر عرض کیا! علیک السلام یارسول اللہ (ﷺ)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! علیک السلام نہ کہو کیونکہ یہ مُردوں کا سلام ہے بلکہ یوں کہو " السلام علیک " انھوں نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں کہ اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے اور تم اس اللہ کو پکارو تو وہ تمہاری مصیبت دور کردے، اگر تمہیں قحط سالی کا سامنا ہو تو وہ تمہارے لئے سبزہ اگا دے گا، اگر تم کسی جنگل یا صحراء میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اسے پکارو تو وہ تمہاری سواری واپس دلا دے گا۔ اس نے عرض کیا کہ میں آپ پر ایمان لایا، مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کسی کو گالی نہ دینا، چنانچہ اس کے بعد میں نے کسی غلام یا آزاد کو،

کسی اونٹ یا بکری کو گالی نہیں دی۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا، اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملنا بھی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی تمہیں گالی دے یا کسی عیب کا طعنہ دے جو اسے تمہارے متعلق معلوم ہو تو اسے کسی عیب کا طعنہ مت دو جو تمہیں اس کے متعلق معلوم ہو کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اکبرالکبائر گناہوں میں ایک گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین پر لعنت کرے، کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کوئی آدمی اپنے ہی والدین پر خود ہی کس طرح لعنت کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے گا وہ پلٹ کر اس کے باپ کو گالی دے دے۔ وہ دوسرے کی ماں کو گالی دے اور وہ پلٹ کر اس کی ماں کو گالی دے دے۔

طبرانی نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم سمجھتے تھے کہ اس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

ابو داؤد میں روایت ہے کہ جب انسان کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت

آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے لیکن آسمان کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے لیکن اس کے دروازے بھی بند کردئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے اگر اسے کوئی جگہ نہ ملے تو وہ اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو اگر وہ اس کا اہل ہوا تو بہت اچھا ورنہ وہ کہنے والے پر پلٹ جاتی ہے۔

امام مسلم ؒ نے روایت نقل کی ہے کہ لعنت کرنے والے سفارش کرنے والوں میں ہوں گے نہ گواہوں میں۔

والدین یا ان میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرنا

انسانی معاشرے میں جب بھی حقوق العباد کا ذکر ہوتا ہے تو سب سے پہلے والدین کے حقوق کا تذکرہ ہوتا ہے کیونکہ والدین انسانی معاشرے کی بنیاد ہیں۔ کسی معاشرے میں اگر یہ بنیاد مضبوط وسلامت رہے گی تو وہ معاشرہ بھی خوشحال اور شاداب رہے گا اسی وجہ سے اسلام نے والدین کا بہت بلند مقام رکھا ہے۔ ان کی رضا کو تمام عبادات کا نچوڑ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿ وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً ﴾

(سورۃ النساء ۔ ۳۶)

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

حضرت ابن عباس ؓ نے اس آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ والدین کے ساتھ محبت، مہربانی اور نرمی کے ساتھ پیش آیا جائے، جواب میں ان کے ساتھ تلخی نہ کی جائے، تیز نظروں سے نہ دیکھا جائے اور ان کے سامنے بلند آواز نہ کی جائے بلکہ اولاد ان کے سامنے ایسے ہو جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً O وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً O

(سورۃ الاسراء: ۲۴-۲۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! آپ کا رب یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ تم لوگ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں اگر تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں تو ان کو " اف " بھی مت کہنا، انہیں مت جھڑکنا اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرنا، ان کے ساتھ شفقت سے عاجزی کے بازو جھکا دینا اور یہ دعا کرنا کہ پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے یعنی ان کے ساتھ نیکی، شفقت، مہربانی، محبت اور رضا مندی کو ترجیح دینے کا مطالبہ کیا ہے اور انہیں " اف " تک بھی کہنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ اشارہ ہے کہ ان کو کسی قسم کی ایذاء رسانی نہ کی جائے۔ والدین کا نافرمان جنت میں داخل

نہیں ہو سکے گا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا خصوصاً ان کی بڑھاپے میں زیادہ تاکید کی گئی ہے کیونکہ اس وقت بوڑھا بچے کی طرح ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی نیچے آ جاتا ہے۔ کیونکہ بڑھاپے میں انسان کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے، وہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھنے لگتا ہے اس لئے جب وہ اس حال میں ہوں تو ان کے ساتھ نرمی اور رعایت کے ساتھ معاملہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ عاجزی اور تواضع کے ساتھ بات کرے اور یہ سمجھے کہ وہ ان کے حق میں پھر بھی کوتاہی کر رہا ہے۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو حقیر سمجھے اور ہمیشہ اسی طرح کرتا رہے تاکہ ان کا کلیجہ ٹھنڈا رہے۔ ان کا دل مطمئن رہے اور وہ خوش ہو کر اس کے لئے دعائیں کریں۔ اور اولاد کو بھی چاہئے کہ اپنے والدین کے حق میں دعائیں کریں۔

والدین کے اپنی اولاد پر بہت احسانات ہوتے ہیں وہ ان کے لئے تکالیف برداشت کرتے ہیں تاکہ وہ آرام سے رہیں، ان کی تربیت کے لئے مشقت برداشت کرتے ہیں، ان کے زندگی اور خوشیوں کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔ انسان اتنا کمزور ہے کہ اگر اسے اپنے والدین کی ذرا سی تکلیف برداشت کرنی پڑ جائے تو وہ ان کی موت کی تمنا کرنے لگتے ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی والدہ کو کندھے پر بٹھائے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے، وہ آدمی ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ابن عمرؓ! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے فرمایا! نہیں:

اس کی صرف ایک پریشانی کا بدلہ بھی تو نہیں چکا سکا البتہ تو نے اچھا کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تھوڑے پر بھی تجھے بہت اجر دے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور والدین کا شکر ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا شکر قبول نہیں کرے گا۔

امام بخاری نے روایت کی ہے کہ والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ امام احمد، طبرانی اور ابن حبان نے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ان اعمال پر فوت ہو جائے، وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا، یہ کہہ کے نبی کریم ﷺ نے دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا بشرطیکہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرتا ہو۔

حاکم نے یہ روایت کی ہے کہ چار قسم کے لوگ ہیں اللہ پر حق ہے کہ ان کو جنت میں داخل کرے نہ وہاں کی نعمتیں ان کو چکھنے دے۔ شراب پینے والا، سود خور، یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور والدین کا نافرمان۔ حاکم نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے اور ان میں سے ہر شخص پر تین تین لعنت ہیں حالانکہ ان کے لئے ایک

لعنت ہی کافی ہے، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو والدین کا نافرمان ہے۔

بیہقی اور طبرانی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے باپ کو بلاؤ، اسی اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ (ﷺ) کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جب وہ بوڑھا آپ (ﷺ) کے پاس آئے تو اس سے وہ بات دریافت کیجئے گا جو اس نے اپنے دل میں کہی ہے اور ابھی تک خود اس کے اپنے کانوں نے بھی نہیں سنا، چنانچہ جب وہ بوڑھا آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تمہارا بیٹا تمہاری شکایت کرر ہا ہے۔ کیا تم اس کا مال لینا چاہتے ہو۔

اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اس سے یہ دریافت کیجئے کہ میں اسے اس کی پھوپھیوں، خالاؤں اور اپنی ذات کے علاوہ کس پر خرچ کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ٹھیک ہے۔ لیکن اس بات کو چھوڑ و اور وہ بات بتاؤ جو تم نے دل میں کہی ہے اور ابھی تک اس بات کو خود تمہارے اپنے کانوں نے نہیں سنا ہے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ (ﷺ) کے ذریعہ ہمارے یقین میں اضافہ ہی کرتا ہے (یعنی آپ کو یہ غیبی خبر معلوم ہوگئی) واقعی میں نے اپنے دل میں کچھ کہا تھا جو اب تک میرے کانوں نے بھی نہیں سنا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سن رہا ہوں تم کہو۔ اس نے چند اشعار سنائے جس کا ترجمہ یہ ہے!

جب تو بچہ تھا تو میں نے تجھے غذا فراہم کی، جب تو جوان ہوا تو میں نے تیری ذمہ داری اٹھائی، تیرا کھانا پینا میری ہی کمائی سے ہوتا تھا، اگر کسی رات کو بیماری کی وجہ سے تو تنگ ہوتا تو تیری بیماری کی وجہ سے میں ساری رات بے قراری اور بے چینی میں تڑپتے ہوئے جاگتا رہتا تھا، گویا کہ تیری بیماری تجھے نہیں مجھے لگی ہے اور میں ساری رات آنسو بہاتا رہتا، میرے دل میں یہ خوف رہتا تھا کہ کہیں تو بیماری کے سبب مر نہ جائے، حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اور طے شدہ ہے۔ پھر تو جب اپنی عمر کے اس حصے میں پہنچ گیا جہاں تیرے پہنچنے کی میں آرزوئیں کرتا تھا تو تو نے مجھے سختی اور ترش روی کے ساتھ اس کا بدلہ دینا شروع کر دیا گویا تو ہی مجھ پر کوئی احسان و مہربانی کر رہا ہے۔ اے کاش! اگر تو میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا تو اتنا تو کر لیتا کہ جیسے کوئی شریف پڑوسی کرتا ہے۔

یہ اشعار سن کر نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا! تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

طبرانی اور احمد نے ایک روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ایک نوجوان پر نزع کی کیفیت ہے اور وہ کلمہ نہیں پڑھ پا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا وہ نماز

پڑھتا تھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس پر نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ چل پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان کے پاس پہنچ کر اسے کلمہ کی تلقین کی۔ اس نے عرض کیا کہ میں کلمہ نہیں پڑھ پا رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے وجہ پوچھی تو کسی آدمی نے بتایا کہ یہ اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس کی والدہ زندہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ لوگ اس کی والدہ کو بلا کر لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے۔ اس نے کہا۔ جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو جلانے کے لئے خوب اچھی طرح سے آگ بھڑکاؤں اور اس کے بعد تم سے کہا جائے کہ تم اس کی سفارش کرو گی تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ ہم اسے آگ میں جلا دیں گے۔ تو کیا تم اس وقت اس کی سفارش نہیں کرو گی۔ اس نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ اس وقت میں اس کی سفارش کر دوں گی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو اور مجھ کو گواہ بنا کر کہو کہ تم اس سے راضی ہوگئی ہو۔ اس نے عرض کیا! اے اللہ! میں تجھے اور تیرے پیغمبر (ﷺ) کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی۔ تب نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان سے کلمہ پڑھنے کے لئے فرمایا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے اس آگ سے نجات عطا فرمائی۔

دوسری کتابوں میں بھی یہ واقعہ کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ بیان ہوا ہے

کہ اس نوجوان کا نام علقمہ تھا، پہلے اس کی والدہ اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں تھی لیکن جب لکڑیاں جمع کر کے اسے جلانے کی بات آئی تو اس کی والدہ نے اسے معاف فرمادیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر فرمایا! اے گروہ مہاجر و انصار! جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دے گا اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و نفلی عمل قبول نہیں کرے گا۔ الا یہ کہ وہ اللہ سے توبہ کرے، والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کی رضا حاصل کرے، کیونکہ اللہ کی رضامندی والدہ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدہ کی ناراضگی میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اور اس میں کوئی شک والی بات نہیں۔ مظلوم کی بددعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنے بیٹے کے لئے بددعا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

(ترمذی شریف)

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔

انسان پر اس کے والدین کے بے شمار احسانات کی وجہ سے انسانیت، محبت اور تابعداری کا تقاضا ہے کہ ان کے ادب و احترام اور ان کے حسن سلوک کا سلسلہ محض ان کی زندگی تک ہی محدود نہ ہو بلکہ یہ سلسلہ ان کے انتقال کے بعد بھی قائم رہنا چاہیئے۔ اولاد انہیں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھے۔

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ الساعدیؓ سے روایت ہے کہ ایک بار جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس دوران بنو سلمی سے تعلق رکھنے والا ایک شخص وہاں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا میرے والدین کے انتقال کے بعد بھی میرے ذمہ ان کا کوئی حق باقی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہاں! تم ان کے لئے دعا کرتے رہنا۔ ان کے لئے مغفرت طلب کرتے رہنا، انہوں نے جس کے ساتھ عہد و پیمان کئے ہیں اسے ان کے بعد تم نبھاتے رہنا، ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور ان رشتوں کو جوڑے رکھنا جو ان کے ذریعہ جڑا ہوا تھا۔

اگر والدین کافر و مشرک ہوں اور اولاد کو بھی کفر اور شرک پر مجبور کرتے ہوں تو ایسی صورت میں ان کا مطالبہ تسلیم نہ کیا جائے اور اس معاملے میں ان کی اطاعت نہ کی جائے۔ مگر اس کے باوجود ان کے ساتھ حسن سلوک، اطاعت و فرمانبرداری، ان کی دلجوئی اور خدمت میں کوئی کوتاہی سرزد نہ ہونے پائے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی خدمت و اطاعت اور ان کی قدر دانی کے بارے میں ایک اہم بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ دنیا میں والدین کے سوا ہر رشتہ ایک سے زائد بار نصیب ہوسکتا ہے مثلا! بہن، بھائی، بیٹا، بیٹی، شوہر یا بیوی لیکن ماں باپ کا ایسا نازک، قیمتی اور انمول رشتہ ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ لہٰذا جب تک وہ زندہ ہیں ان کی قدر پہچانیئے اور اپنے لئے دنیا و آخرت میں سعادت مندی کا سامان اکٹھا کیجئے۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر آنکھیں ان کو دیکھنے کے لئے ترسیں گی اور اس وقت انسان سوچتا رہ جائے گا کہ انہوں نے مجھے پالا پوسا، پڑھایا لکھایا، میری ضرورتوں اور راحتوں کی خاطر خود بے آرام ہوئے۔ مجھے زمانے کی سختیوں سے بچانے کے لئے سائبان بنے رہے، کاش میں ان کے لئے ایسا اور ایسا کرتا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے فضائل

صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنے وقت پر نماز پڑھنا، انہوں نے پوچھا کہ اس کے بعد۔ آپ ﷺ نے فرمایا! والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ انہوں نے عرض کیا پھر اس کے بعد۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جہاد فی سبیل اللہ۔

امام مسلم نے روایت نقل کی ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کا بدلہ نہیں چکا سکتا الا یہ کہ اگر وہ اسے کسی کے پاس غلامی کی زندگی گزارتا ہوا پائے اور وہ اسے خرید کر آزاد کر دے۔

طبرانی نے روایت نقل کی ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے دل میں جہاد کی بڑی خواہش ہے لیکن مجھے اس پر قدرت حاصل نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا! کیا تمہارے والدین میں کوئی حیات ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری والدہ حیات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تمہیں حج، عمرہ اور جہاد کرنے والا ہی سمجھا جائے گا۔

امام احمدؒ روایت نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اس کے رزق میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ والدین کے ساتھ

حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔

امام مسلم ؒ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے تو تین مرتبہ آمین کہا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے محمد (ﷺ)! جو شخص اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پائے لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے اور مر کر جہنم میں داخل ہو جائے تو اللہ اسے اپنے رحمت سے دور کر دے۔ آپ اس پر آمین فرمائیے۔ چنانچہ میں نے اس پر آمین کہی۔ پھر جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا کہ اے محمد (ﷺ)! جو شخص ماہ رمضان پائے اور مر جائے اس حال میں کہ اس کی بخشش نہ ہوئی ہو (یعنی توجہ کر کے اور روزے رکھ کر اپنی بخشش نہ کروالے) تو اللہ اسے اپنے رحمت سے دور فرما دے۔ آپ (ﷺ) اس پر آمین فرمائیے۔ چنانچہ میں نے اس پر بھی آمین کہا۔ پھر جبرئیل (علیہ السلام) نے کیا کہ اے محمد (ﷺ)! جس شخص کے سامنے آپ (ﷺ) کا تذکرہ ہو اور وہ آپ (ﷺ) پر درود نہ پڑھے اور مر کر جہنم میں داخل ہو جائے تو اللہ اسے بھی اپنی رحمت سے دور کر دے۔ اس پر آمین فرمائیے۔ چنانچہ میں نے اس پر بھی آمین کہی۔

صحیح بخاری میں حضرت اسماء بنت ابو بکر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور باسعادت میں میرے پاس میری والدہ آئیں، اس وقت وہ مشرکہ تھیں، میں نے اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ دریافت کیا کہ میری والدہ میرے

پاس آئی ہیں اورانہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ہاں! تم اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کیا مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں۔ اس نے عرض کیا! نہیں ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہاری خالہ زندہ ہیں۔ اس نے عرض کیا ! جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جاؤ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

ابوداؤداورابن ماجہ میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ کیا والدین کے فوت ہوجانے کے بعد بھی کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے ساتھ کرسکوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ ان کے لئے دعا و استغفار کرو، ان کے وعدے پورے کرو، اوران رشتہ داریوں کو جوڑو جوان ہی کے حوالے سے جڑتی ہیں، ان کے دوستوں کا احترام کرو۔

ابن حبان ؒ نے حضرت ابو بردہ ؓ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ میرے پاس تشریف لائے اورفرمایا! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں۔ میں نے عرض کیا!

نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ دراصل میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرے۔ میرے والد حضرت عمرؓ اور تمہارے والد کے درمیان بھائی چارا اور دوستی تھی اس لئے میں صلہ رحمی کرنا چاہتا ہوں۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک دفعہ تین دوست سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں بارش شروع ہوگئی اور وہ ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ جوں ہی وہ غار میں داخل ہوے تو اس کے منہ پر ایک چٹان آکر گری اور غار کا دہانہ بند ہوگیا۔ وہ لوگ یہ دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ اس سے نجات پانے کا یہ طریقہ ہے کہ تم اپنے سب سے اچھے عمل کا اللہ تعالیٰ کو واسطہ دے کر اس سے دعا کرو، شاید وہ تمہاری پریشانی دور کردے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر یہ دعا کہ کہ اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے ہو چکے تھے، میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں چرواہا تھا، میں شام کو گھر آکر سب سے پہلے ان ہی کو دودھ دوھ کر پیش کرتا تھا۔ ایک دن چارے کی تلاش میں میں دور تک نکل گیا اور شام تک واپس اپنے والدین تک نہ پہنچ سکا۔ اور وہ دودھ پیئے بغیر سو گئے۔ جب میں دودھ لے کر ان کے پاس پہنچا تو وہ سو چکے تھے۔ میں نے ان کو پلانے سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو دودھ پلانا گوارا نہ کیا، میں ساری رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کے صبح صادق ہوگئی اور وہ بیدار ہو گئے اور انہوں نے دودھ پیا۔

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ اس پر وہ چٹان ایک جگہ سے تھوڑی سی سرک گئی۔ پھر دوسرے نے اپنے زنا سے بچنے کا اور تیسرے نے مزدور کو اس کا حق کئی سالوں بعد پورا پورا ادا کرنے کا ذکر کیا تو وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ لوگ اس غار سے باہر نکل کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

(صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا! پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے کہا! پھر کون سا؟ فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر پوچھا کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر پوچھا کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تمہارا باپ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا۔ ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔

(صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں ! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی تم اجر کے طالب ہو؟ اس نے کہا! ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! پھر تم اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کی اچھی طرح خدمت کرو۔

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی باپ سے دوستانہ تعلق رکھنے والوں سے تعلق جوڑ کر رکھے۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی انہیں راستے میں ملا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا اور

اسے اپنے گدھے پر سوار کیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جو ان کے سر پر تھا۔ حدیث کے راوی ابن دینار ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر ؓ سے کہا! اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ تو دیہاتی لوگ ہیں جو تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا! اس کا باپ میرے والد عمر بن خطاب ؓ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو ابن دینار ؓ ہی ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر ؓ جب مکہ جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا جب وہ اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو کر راحت حاصل کرتے اور ایک عمامہ ہوتا جسے وہ سر پر باندھ لیتے۔ اس دوران کے ایک دن وہ گدھے پر سوار تھے آپ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا۔ آپ نے اسے پہچان کر اس سے پوچھا؟ کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا! ہاں! کیوں نہیں۔ آپ نے اسے وہ گدھا دے دیا اور فرمایا! اس پر سوار ہو جا اور اسے اپنا عمامہ بھی عنایت فرما دیا اور کہا کہ اسے اپنے سر پر باندھ لے۔ ابن عمر ؓ کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ نے اس دیہاتی کو گدھا اور عمامہ دے دیا جس سے آپ دوران سفر آرام حاصل کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مرنے کے

بعداس کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے اوران سے حسن سلوک کرے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے اس کا باپ میرے والد کا دوست تھا۔

(صحیح مسلم)

حضرت ابواسیدؓ مالک بن ربیعہ ساعدیؓ سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی سلمہ قبیلے کا ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کے اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو میں والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں! ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اوران کی مغفرت مانگنا۔ ان کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا اوران کے رشتوں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اوران کے دوستوں کی عزت کرنا۔

(ابوداوٗد)

قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک

دین اسلام میں اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک ، صلہ رحمی، ان کی عزت و تکریم، ان کی خدمت و خبر گیری، دکھ سکھ میں شرکت اور بوقت ضرورت مالی واخلاقی مدد کرنے کی بے حد تاکید کی گئی ہے۔ اس کو دنیا و آخرت میں باعثِ خیر و برکت اور سعادت مندی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس قرابت داروں کے ساتھ بدسلوکی، قطع رحمی اور ان کے حقوق کی حق تلفی کو انسان کے لئے لعنت، بے برکتی، عمر و رزق میں کمی اور تنگی کا سبب قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ آخرت کی سزائیں الگ ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً O

(سورۃ النساء ۔ ۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر اُن دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے اور اللہ سے، جس کے نام کو تم اپنی

حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور ناطہ توڑنے سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيْراً O

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۲۶)

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِيْنَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روزِ آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اُس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْءَ الْحِسَابِ O

(سورۃ الرعد ۔ ۲۱)

اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے
اُن کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے اور بُرے
حساب سے خوف رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ
وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ O

(سورۃ محمد ۔ ۲۲)

تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت دے دی جائے تو
ملک میں فساد برپا کرو اور قرابتیں توڑ ڈالو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلح رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان سے تحمل اور برد باری سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں راکھ ڈال رہا ہے اور ان کے مقابلہ میں ہمیشہ تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا جب تک تیرا یہ رویہ رہے گا۔

(صحیح مسلم)

قطع رحمی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِىْ تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً O

(سورۃ النساء ۔ ۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر اُن دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے اور اللہ جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور قطع رحمی سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس اللہ سے ڈرو جس کا تم واسطہ دے کر سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو۔

قریب ہے کہ تم لوگ با اختیار ہو جاؤ تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور قطع رحمی کرو، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور انہیں گونگا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ ایک اور جگہ فرمایا!

الَّذِيْنَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيْثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِىْ الأَرْضِ

أُولَئِکَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ☆

(سورۃ البقرہ ۔ ۲۷)

جو لوگ اللہ کا وعدہ پکا کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اور جن رشتوں کو جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے انہیں قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، جب اللہ تعالیٰ ان کی تخلیق سے فارغ ہو چکا تو " رحم " نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ قطع تعلقی سے تیری پناہ میں آنے والوں کا ٹھکانا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ہاں! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے تو میں اسے توڑوں۔ اس نے عرض کیا! کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ مقام تیرا ہوا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سورۃ محمد کی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ O

(سورۃ محمد ۔ ۲۲)

اے منافقو! تم عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔

ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کوئی گناہ ایسا نہیں جو اس بات کا زیادہ حق دار ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا ارتکاب کرنے والے کو دنیا ہی میں فوری سزا دے دے اور آخرت میں بھی اس کے لئے سزا کو ذخیرہ کر لے، صرف سرکشی اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

امام احمدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ بنو آدم کے اعمال ہر جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو پیش کئے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

اصبہانی نے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ہماری محفل میں قطع رحمی کرنے والا کوئی شخص نہ بیٹھے۔ یہ سن کر حلقہ میں سے ایک نوجوان اٹھا اور اپنی خالہ کے پاس پہنچا، ان دونوں کے درمیان ناراضگی چل رہی تھی، اس نے اپنی خالہ سے معافی مانگی اور اس کی خالہ نے اسے معاف کر دیا۔ پھر وہ نوجوان دوبارہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں کوئی قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔

حضرت باقرؒ نے اپنے والد گرامی حضرت زین العابدینؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی قطع رحمی کرنے والے شخص کی ہم نشینی مت اختیار کرو۔ اس لئے کہ قرآن کریم میں اس پر لعنت کی گئی ہے اور اس کے نقصان کے لوازمات میں سے لعنت بھی ہے۔

بخاری و مسلم نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ کسی سفر کے دوران ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے وہ بات بتادیجئے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ رسول اللہ ﷺ رک گئے اور اپنے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا! اس شخص کو نیکی کی توفیق مل گئی، پھر اس سے دوبارہ سوال دہرانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، اور صلہ رحمی کرو۔

ابن حبانؒ اور بیہقیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بہترین آدمی کون ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو، اور سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہو۔

امام مسلمؒ نے ایک صحابی کے حوالے سے روایت بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میرے کچھ قریبی رشتہ دار ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جیسا کہ تم نے کہا اگر حقیقت ویسی ہی ہو تو گویا تم ان کے چہروں پر راکھ بکھیر رہے ہو اور جب تک تم اپنی اس روش پر قائم رہو گے اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ مددگار موجود رہے گا۔

(صحیح مسلم)

طبرانی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں گی، اللہ اس سے آسان حساب لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ لوگوں نے تفصیل پوچھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو، جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو، اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو، جب تم یہ کام کرلو گے تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ سب سے جلدی ثواب والی نیکی حسن سلوک اور صلہ رحمی ہے اور سب سے جلدی سزا والی بدی سرکشی اور قطع رحمی ہے۔

صلہ رحمی کا حقدار ہر وہ رشتہ دار ہوتا ہے جو انسان سے جڑا ہوا ہوتا ہے خواہ اس کا رشتہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے ہو۔ ایک مسلمان کو قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیئے اور جس حد تک ہو سکے ان کے ساتھ مالی و معاشرتی اعانت کرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص کو یہ پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراغی اور عمر میں برکت ہو تو اسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ (بخاری و مسلم)

خودکشی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّہَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْماً O وَمَن یَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَاناً وَظُلْماً فَسَوْفَ نُصْلِیْہِ نَاراً وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللّہِ یَسِیْراً O

(سورۃ النساء: ۳۰ ۔ ۲۹)

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔۲۹۔ اور جو ناحق وظلم سے ایسا کرے گا ہم اُس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔۳۰

اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ بڑا مہربان ہے، جو شخص سرکشی اور ناحق طور پر ایسا کرے گا تو عنقریب اسے ہم جہنم میں ڈالیں گے اور یہ بات اللہ پر بہت آسان ہے۔ یعنی ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اسے اپنے آپ کو قتل کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر لے، وہ جہنم کی آگ میں اسی طرح سے ہمیشہ پہاڑ کی چوٹی سے گرتا رہے گا۔ جو شخص زہر کھا کر خودکشی کرے تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم میں ہمیشہ کھاتا رہے گا۔ جو شخص کسی تیز دھار والے آلہ سے اپنے آپ کو قتل کرے گا وہ آلہ اس کے ہاتھ میں رہے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں کھونپتا رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کر لے وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا۔ جو شخص اپنے آپ کو نیزہ مار کر خودکشی کر لے وہ جہنم میں بھی اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔ اور جو شخص بے سوچے سمجھے خودکشی کر لے وہ جہنم میں بھی ایسا کرتا رہے گا۔

جو شخص جس چیز سے خودکشی کرتا ہے اسے قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری)

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی مشرکین سے جنگ ہوئی۔ مسلمان فوج میں ایک آدمی ایسا تھا جو نہایت بے جگری کے ساتھ لڑ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کی مدد بھی کر رہا تھا۔ جنگ سے فارغ ہو کر جب دونوں لشکر واپس ہوئے تو لوگ کہنے لگے کہ آج فلاں شخص نے جیسا مقابلہ کیا ہے ہم میں سے کسی نے اس طرح کا مقابلہ نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا!

آ گاہ ہو جاؤ وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ لوگ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! اگر یہ شخص بھی اہل جہنم میں سے ہے تو پھر ہم میں سے کون جنتی ہوگا۔ حاضرین محفل میں سے ایک شخص نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ ساتھ رہوں گا (تاکہ پتہ چل سکے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قدر جرأت کے ساتھ لڑنے کے باوجود اسے اہل جہنم میں کیوں شمار کیا ہے) چنانچہ وہ اس کے ساتھ رہنے لگا، جہاں وہ رکتا میں بھی رک جاتا اور جہاں وہ تیزی کرتا تو میں بھی تیزی کرتا۔ وہ بہادر آدمی شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس نے زخموں کو برداشت کرنے کی ہمت جب اپنے اندر نہیں پائی تو اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی تلوار اپنے سینے میں کھونپ کر خودکشی کر لی۔

یہ دیکھ کے اس کا ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے آپ (ﷺ) نے جس آدمی کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے، تو لوگوں کو یہ چیز بہت بھاری محسوس ہوئی، میں نے لوگوں سے کہا کہ میں تمہاری طرف سے اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکل گیا حتیٰ کے وہ شدید زخمی ہو گیا تھا اور اس کو زخموں کو برداشت کرنے کی ہمت نہ رہی تو اس نے خودکشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض اوقات انسان لوگوں کو اہل جنت کے اعمال کرتا ہوا نظر آتا ہے حالانکہ وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان لوگوں کو اہل جہنم کے اعمال کرتا ہوا نظر آتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری)

ابن حبانؒ نے حضرت ابو قلابہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن ضحاکؓ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے گا وہ ایسا ہی ہوگا جس طرح اس نے کہا (یعنی اسلام سے خارج ہو کر اسی دین میں داخل ہو جائے گا جس کی اس نے قسم کھائی ہے) اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کی قیامت کے دن اسی چیز سے اسے عذاب دیا جائے گا اور جس چیز کا آدمی مالک نہ ہو اس کی نذر نہیں ہے اور مومن پر لعنت ملامت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو مار ڈالنا اور جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے اسے قتل کر دیا اور جس نے کسی چیز سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا قیامت کے دن اسی چیز سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اسی طرح سے لغویات پر لغو قسم کھانا بھی حرام ہے۔

جھوٹی قسم کھانا یا بکثرت قسمیں کھانا

جھوٹی قسم کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ گزشتہ کسی فعل پر جھوٹی قسم کھائی جائے، جو کام نہیں کیا اس کے بارے میں قسم کھالے کہ میں نے کیا ہے، اور جو کام کیا تھا اس کے بارے میں قسم کھائی کہ میں نے نہیں کیا۔ یہ سب گناہ کبیرہ میں آتے ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ آئندہ کسی کام کے بارے میں قسم کھائے مثلاً یوں کہے کہ اللہ کی قسم یہ کام ضرور کروں گا، یا اللہ کی قسم فلاں کام نہیں کروں گا۔ اس کی خلاف ورزی پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً أُوْلَـئِکَ لاَ خَلاَقَ لَهُمْ فِيْ الآخِرَةِ وَلاَ يُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلاَ يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَکِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۷۷)

جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اللہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ہی قیامت کے دن ان پر نظر کرم کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص ناحق کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کے لئے قسم اٹھائے تو وہ اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

امام بخاری ؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! گناہ کبیرہ یہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی قسم کھانا۔

امام حاکم ؒ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال ہتھیالے، وہ اس کے دل میں ایک سیاہ داغ بن جاتی ہے جسے قیامت تک کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکے گی۔ اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام اور جہنم کو واجب قرار دے دیتا ہے۔

حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے (جھوٹی) قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا حق لے لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ کو واجب اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا! چاہے وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔

(صحیح مسلم)

مخلوق کی قسم کھانے کی ممانعت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ داداؤں کی قسمیں کھاؤ۔ پس جب قسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک آدمی کو خانہ کعبہ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت کھایا کرو۔ کیوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے وہ کفر و شرک کرتا ہے۔

امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اپنے آبا و اجداد کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔ جس نے بھی قسم کھانی ہو تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے نام کی قسم کھائے اور جس کے سامنے کوئی آدمی اللہ کی قسم کھالے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس سے راضی ہو جائے کیونکہ جو اللہ کے نام پر راضی نہیں ہوتا وہ اللہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا حرام ہے۔ جیسے کسی پیغمبر، رسول، ولی، پیر یا فرشتے کی قسم کھائے۔ اپنے باپ دادا یا ان کی عزت اور شرافت کی قسم کھائے، یا اس کے علاوہ ایسی کوئی بھی قسم کھائے جو اکثر جاہل کھایا کرتے ہیں۔ ان تمام قسموں کو علماء نے مہلک گناہ کبیرہ شمار کیا ہے اور ان کی حیثیت گناہ کبیرہ کی اس

وقت ہو گی جب قسم کھانے والے کا مقصد غیر اللہ کی اس درجہ تعظیم کرنا نہ ہو جیسی اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرح ان کی بھی تعظیم کی نیت کی تو ایسی قسم کھانے والا کافر شمار ہوگا۔

اس قسم کی بے ہودہ عادت آج کل کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ جاہلوں میں یہ رجحان عام ہوتا جا رہا ہے کہ اللہ کی قسم کھانے والے کی بات کو سچ نہیں سمجھا جاتا، جب تک وہ غیر اللہ کی قسم نہ کھائے۔ مثلاً جب کوئی اپنی اولاد کی قسم کھاتا ہے، پیغمبر کی، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی، یا کسی پیر، فقیر یا ولی کی قسم کھاتا ہے تب یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے۔ اس قسم کی مشرکانہ قسمیں اس میل جول کا نتیجہ ہے جو اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کے ساتھ ان دنوں عام ہیں۔ ان گمراہ فرقوں کی بھاری اکثریت بات بات پر حضرت عباس، حضرت حسین اور حضرت علی المرتضیٰ اور اہل بیت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی قسمیں کھانے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اس لئے ان حالات میں علماء اسلام اور دینی تعلیمات کے ماہرین کا فرض ہے کہ وہ عوام میں صحیح شرعی احکامات اور بیداری کو عام کریں اور لوگوں کے عقائد درست کرائیں۔ خاص طور پر ان کفریہ قسموں سے بچنے کی تلقین کریں اور ناسمجھ عوام کو اس بات سے روکیں کہ وہ کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی برابر تصور کرے۔

اکثر جاہل عوام بے معنی قسموں میں گرفتار ہیں اور معمولی معمولی باتوں پر بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھا لیتے ہیں۔ جیسے اگر تو فلاں کے گھر گئی یا فلاں کام کیا تو تجھے طلاق۔ اگر اسی طرح میں نے یہ کام کیا یا کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق۔

جھوٹی گواہی دینا یا اسے قبول کرنا

شرعی اور غیر شرعی حاکم کے سامنے کسی ایسی چیز کی گواہی دینا جس کا اسے کوئی علم نہ ہو یا جس کی اسے تحقیق نہ ہو اور بلا تحقیق، باطل اور جھوٹ باتیں منہ سے نکالتا ہو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابوبکرہؓ (جن کا نام نفیع بن حارث تھا) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا! میں تمہیں اکبرالکبائر کے بارے میں نہ بتاؤں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، نبی کریم ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ (ﷺ) سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ آگاہ ہو جاؤ، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، یہ جملہ نبی کریم ﷺ بار بار دہرانے لگے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے۔ کاش! نبی کریم ﷺ خاموش ہو جائیں۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ تین مرتبہ یہ کہنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ذَلِکَ وَمَن یُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہُ عِندَ رَبِّہِ

وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ O حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ O

(سورۃ الحج: ۳۱-۳۰)

یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو اللہ نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ اللہ کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے۔ اور تمہارے لئے مویشی حلال کر دیئے گئے ہیں سوائے اُن کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔۳۰۔ صرف ایک اللہ کے ہو کر اور اُس کیساتھ شریک نہ ٹھہرا کر اور جو شخص (کسی کو) اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اُس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دُور جگہ اُڑا کر پھینک دے۔۳۱

بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو، اللہ کے لئے یکسو ہو جاؤ، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ایک اور روایت میں فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم ثابت کر دے۔ طبرانی میں روایت ہے کہ جس شخص کو گواہی کے لئے بلایا جائے اور

وہ گواہی کو چھپائے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جھوٹی گواہی دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلاَ يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ وَلاَ يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئاً فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهاً أَوْ ضَعِيفاً أَوْ لاَ يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى وَلاَ يَأْبَ الشُّهَدَاء إِذَا مَا دُعُواْ وَلاَ تَسْأَمُوْاْ أَن تَكْتُبُوْهُ صَغِيراً أَو كَبِيراً إِلَى أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللّهِ وَأَقْومُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى أَلاَّ تَرْتَابُواْ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلاَّ تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوْاْ إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلاَ يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَلاَ شَهِيدٌ وَإِن تَفْعَلُواْ فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُواْ اللّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّهُ وَاللّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ☆

(سورۃ البقرہ ۔ ۲۸۲)

مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کیلئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اُس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) انصاف سے لکھے نیز لکھنے والا جیسا اُسے اللہ نے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز کا) مضمون بول کر لکھوائے اور اللہ سے کہ جو اُس کا مالک ہے خوف کرے اور زرِ قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے۔ اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اُس کا ولی ہو وہ انصاف کیساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کرلیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلا دے گی اور جب گواہ (گواہی کیلئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اُس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا۔ یہ بات اللہ کے نزدیک نہایت قرین انصاف ہے۔ اور شہادت کیلئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے۔ اس سے تمہیں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جب خرید وفرخت کیا کرو تو بھی گواہ کرلیا کرو اور کاتبِ دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح نقصان نہ کریں۔ اگر تم (لوگ) ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے اور اللہ سے ڈرو اور (دیکھو کہ) وہ تمہیں (کیسی مفید باتیں) سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

گواہی چھپانا گناہ ہے

آج مسلم معاشرے میں جھوٹی گواہی دینے کا عام رواج ہے اور اسے برا بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر فریق ثانی ناپسندیدہ شخص ہو یا اس کے تعلقات اچھے نہ ہوں اور اس کے ساتھ کوئی ظلم ہو رہا ہو اور یہ شخص جانتا ہو کہ اس کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے لیکن پھر بھی دل میں بغض کی وجہ سے اس کے حق میں گواہی دینے سے گریز کرتے ہیں جو بہت بری بات ہے اور اس سے انسان گناہ گار ہو جاتا ہے۔

جھوٹی گواہی یا تو رشوت لے کر دی جاتی ہے اور جو کچھ کہلوایا جاتا ہے بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیا جاتا ہے یا قرابت داری اور آپس میں تعلقات ہونے کی وجہ سے اس قسم کی گواہی دی جاتی ہے۔ جیسے اپنے بھائی، خاندان یا رشتہ دار کی حمایت میں وہی کچھ کہا جاتا ہے جو ان کے حق میں ہو یا ان کی حمایت میں ان لوگوں کے خلاف گواہی دی جاتی ہے جن سے ان کا جھگڑا چل رہا ہو۔ جن کے خلاف گواہی دینا ان کے اپنے عزیز کے مفاد میں ہو اور کبھی اس لئے بھی کسی کی حمایت میں گواہی دے دی جاتی ہے کہ وہ مال اور مرتبہ میں اونچا درجہ رکھتا ہو یا ان کا تعلق کسی حکومتی عہدے سے ہو۔ یہ اور ان کے علاوہ ایسے تمام بدترین مقاصد کے لئے گواہی دینا اسی زمرے میں آتا ہے کہ جن کا مقصد آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا یا حق کے خلاف باطل کی حمایت کرنا ہوتا ہے۔

جھوٹی گواہی دینے والا حق کی گواہی دینے کے بجائے باطل کی گواہی دیتا ہے اور فریق مخالف کے خلاف جزوی یا مکمل طور پر ناحق کی شہادت دیتا ہے۔ اس طرح سے وہ ظلم کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ایک تو یہ کہ اس نے اپنے لئے گناہ کا کام کیا دوسرے جس کے خلاف جھوٹی گواہی دی اس پر ظلم کیا۔ اور اگر اس کی جھوٹی گواہی کی بنیاد پر قاضی یا جج نے غلط فیصلہ دیا تو اس کی وبال بھی اس کے سر پر ہوگا۔

پڑوسی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید فرمائی ہے اور ان کے ساتھ احسان کا ایسا حکم دیا ہے جیسے والدین، قرابت دار، یتیم اور مسکین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔

اسلام کی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں ہر انسان کے لئے سب ہی کے ساتھ عزت و احترام کا برتاؤ کرنا، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آنا، کسی قسم کی بدسلوکی، اذیت رسانی اور دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہنا ضروری ہے۔ چونکہ کسی بھی انسان کی خوش اخلاقی یا بداخلاقی سے عام لوگوں کی بہ نسبت اس کے پڑوسی براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور خوش اخلاقی کی خاص طور پر تاکید و تلقین کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً O

(سورۃالنساء ۔ ۳۶)

اوراللہ ہی کی عبادت کرواوراس کیساتھ کسی چیز کوشریک نہ بناؤ اور ماں باپ اورقرابت والوں اوریتیموں اورمحتاجوں اوررشتہ دار ہمسایوں اوراجنبی ہمسایوں اوررفقائے پہلو(یعنی پاس بیٹھنے والوں) اورمسافروں اورجولوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کیساتھ احسان کروکہ اللہ تعالیٰ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبرکرنے والے بڑائی مارنے والےکودوست نہیں رکھتا۔

اس آیت میں پڑوسی کے تین درجہ اورمرتبے بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی وہ پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق بھی ہو، اس پڑوسی کے ساتھ دہرا تعلق ہونے کی وجہ سے اس کا مرتبہ ومقام اوراس کا حق بھی زیادہ ہےاوراس کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ ضرورت ہے۔ دوسرادرجہ محض برابر میں رہنے والا یاہمسایہ، یعنی وہ شخص جو صرف پڑوسی ہو اس کے ساتھ رشتہ داری کا کوئی تعلق نہ ہو اس کے ساتھ بھی

حسن سلوک ضروری ہے چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ تیسرا درجہ وہ پڑوسی جو مختصر مدت کے لئے اور محض تھوڑی دیر کے لئے آپ کے ساتھ ہو یعنی ہم جماعت، دفتر کا ساتھی، کسی مسافر خانے میں یا ہوئی جہاز، ریل، بس یا کسی قطار میں جس میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی قید نہیں ان کا احترام و عزت، حسن سلوک کا رویہ رکھنا ضروری ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ آپ کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف یا نقصان نہ پہنچ جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے کو پڑوسی کے نہ ستانے پر موقوف رکھا۔ اگر کامل ایمان رکھتا تو اس کا یہ ایمان اپنے پڑوسی کو ستانے سے روک دیتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون شخص ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو۔ ایک اور روایت میں فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے ہمسائے (یا بھائی) کے لئے وہی پسند نہ کرنے لگے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

ایک بار رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی عورت کے بارے میں یہ تذکرہ ہوا کہ وہ بہت زیادہ نفل نماز روزہ، صدقہ وخیرات کا اہتمام کرتی ہے مگر یہ کہ اس کے پڑوسی اس کی تلخ کلامی اور زبان درازی سے بہت بے زار ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس کے بعد ایک عورت کا تذکرہ ہوا جو نفل عبادت کا کوئی خاص اہتمام نہیں کرتی تھی مگر یہ کہ اس کے پڑوسی اس کے حسن سلوک کی وجہ سے آسودہ ومطمئن ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ عورت جنت میں جائے گی۔ (مسند احمد)

طبرانی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میں بنوفلاں کے محلّہ میں رہتا ہوں۔ ان میں مجھے سب سے زیادہ تکلیف وہی آدمی دیتا ہے جو میرا سب سے قریبی ہمسایہ ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ اور علیؓ کو بھیجا کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر اعلان کر دیں کہ چالیس گھروں تک پڑوس ہوتا ہے اور کوئی ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کے شر سے خوف زدہ ہو۔

ابوالشیخ ابن حبانؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے پڑوسی کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی گویا اس نے اللہ کو اذیت دی۔ اور جس نے اپنے پڑوسی سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی گویا اس نے اللہ سے جنگ کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو رات کو پیٹ بھر کر سوتا ہے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اسے اس بات کا علم بھی ہو۔

(مجمع الزوائد)

طبرانی میں حضرت معاویہ بن حیدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو، اگر مر جائے تو مسلمان ہونے پر اس کی نماز جنازہ پڑھو، وہ قرض مانگے تو اسے قرض دے دو، اگر اس کے اندر کوئی عیب ہے تو اس کو پوشیدہ کرو۔

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر وہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو، اگر وہ محتاج ہو تو اس کو عطا کرو، بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو پڑوسی کا حق ادا کرتے ہیں، ان پر اللہ رحم فرمائے۔

ترمذی اور حاکم نے روایت نقل کی ہے کہ تم میں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے حق میں بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہترین ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جن سے محبت کرتا ہے ان میں وہ شخص بھی ہے جس کا کوئی برا ہمسایہ ہو اور اس کی ایذاء رسانیوں پر صبر کرے یہاں تک کہ اللہ زندگی و موت کے ذریعہ اس کی کفالت کرلے۔

بخاری شریف میں روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) مجھے مسلسل پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی حقدار قرار دیں گے۔

امام احمدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری صحابی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لئے آیا، اس وقت نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تھے اور ایک آدمی ان کی طرف متوجہ تھا۔ میں یہ سمجھا کہ شاید اسے نبی کریم ﷺ سے کچھ کام ہے چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ بخدا نبی کریم ﷺ اتنی دیر تک اس کے ساتھ کھڑے رہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ پر ترس آنے لگا، جب وہ آدمی چلا گیا تو میں اٹھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس آدمی نے آپ کو اتنی دیر تک کھڑا رکھا کہ مجھے آپ (ﷺ) پر ترس آنے لگا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو وہ آدمی کون تھا؟ میں نے عرض کیا! نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے اور مجھے مسلسل پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کر رہے تھے حتیٰ کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ شاید وہ اسے وراثت میں بھی حقدار قرار دے دیں گے۔

زبان کی حفاظت

انسان پر پروردگار کے بے شمار احسانات وانعامات ہیں ان میں ایک بڑا احسان " قوت گویائی " ہے۔ یعنی خالق کائنات نے انسان کو زبان کی شکل میں ایک انتہائی قیمتی نعمت عطا فرمائی ہے اور پھر اس زبان کے ذریعہ سے اسے بولنے کی قوت عطا فرمائی ہے تاکہ وہ اپنی بات دوسروں تک پہنچا سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

الرَّحْمَنُ (1) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (2) خَلَقَ الْإِنسَانَ (3) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (4)

(سورۃ الرحمان: ۴ ۔ ۱)

رحمٰن نے قرآن سکھایا، اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات انسان کی فطرت میں رکھی ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے یا اس کی مدد کرے تو وہ شخص اپنے محسن کے بارے میں انتہائی احترام ومحبت کے جزبات رکھتا ہے اور اس کی ناراضگی اور نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اس کا محسن اسے کسی کام کے لئے کہے تو وہ اسے منع کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو بہت قیمتی تحفہ یا انعام دے تو تحفہ یا انعام وصول کرنے والے شخص میں اتنی حیا ومروت تو ہوتی ہے کہ وہ اس چیز کو

اپنے محسن کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ یہ فطری بات معلوم ہونے کے بعد اگر ہم کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان جیسی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے جس سے وہ اپنی دکھ تکلیف، خواہشات وضروریات کا دوسروں پر اظہار کرتا ہے اس کو اس طریقہ سے استعمال کرنی چاہیئے جس طرح اس کے خالق و مالک نے کہا ہے۔ اس کی ہدایات وتعلیمات کے خلاف نہ کرے اور اس کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کا سامان کرے۔ ایسی بات نہ بولے جس میں فتنہ وفساد ہو بلکہ اس کی گفتگو میں دوسروں کے لئے خیر وعافیت، خوشی وسلامتی کا پیغام ہو۔ زبان کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا تاکید وتلقین کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لاَ تَعْبُدُونَ إِلاَّ اللّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَذِيْ الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسْناً وَأَقِيْمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلاَّ قَلِيْلاً مِّنكُمْ وَأَنتُم مِّعْرِضُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کیساتھ بھلائی کرتے رہنا

اورلوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند لوگوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَقُل لِّعِبَادِیْ یَقُولُواْ الَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّیْطَانَ یَنزَغُ بَیْنَهُمْ إِنَّ الشَّیْطَانَ كَانَ لِلإِنْسَانِ عَدُوّاً مُّبِیْناً O

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۵۳)

اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) اُن میں فساد ڈلوا دیتا ہے کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِیْداً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۷۰)

مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

مَا یَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ O

(سورۃ ق ۔ ۱۸)

کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ ہمیشہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ بعض اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی ایسی بات کہتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے اگرچہ اس انسان کی نظر میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی مگر یہ بات اس کو جہنم میں جا گرنے کا سبب بنتی ہے۔ (صحیح بخاری)

زبان کی اس قدر اہمیت اور اس کی نزاکت کے پیش نظر اسلامی آداب و تعلیمات کا علم ہونا ایک مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

فضول اور بلاضرورت گفتگو ناپسندیدہ عادات میں شمار ہوتی ہے اور یہ مومن کی شان کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان کے لئے بہتر مسلمان ہونے کی علامات میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ ہر اس چیز سے کنارہ کشی اختیار کرے جس کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔ اللہ کے ذکر کے سوا دوسری باتیں ضرورت سے زیادہ نہ کیا کرو، کیونکہ اللہ کے ذکر کے سوا کثرتِ کلام سے دل سخت ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت سے سب سے زیادہ دور اور محروم وہی شخص رہتا ہے جس کا دل سخت ہو۔ (ترمذی)

بلاضرورت اپنے گھر سے باہر گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومنے سے پرہیز کیا جائے۔ گناہوں سے بچنے کے باوجود اگر فطری انسانی کمزوری کے باعث کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر خوش ہونے یا اصرار کرنے کے بجائے

جلد از جلد خلوصِ دل سے توبہ استغفار کیا جائے۔

کثرت کلام انسان کی ناپختگی اور ناسمجھی کی دلیل ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے یہ عادت انسان کے لئے کسی بھی وقت کسی بڑی آفت ومصیبت کا سبب بن سکتی ہے جبکہ اس کے برعکس خاموشی اور کم گوئی عقلمندی اور سمجھداری کی نشانی ہے اس میں عافیت وسلامتی کا راز پوشیدہ ہے۔ قول مشہور ہے کہ " جب انسان کی عقل پختہ ہو جاتی ہے تو اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے"۔ ارشاد ہے جو شخص خاموش رہا وہی سلامت رہا اور جو سلامت رہا اسی نے نجات پائی۔ قول ہے کہ انسان کی گفتگو چاندی کی طرح قیمتی ہے اور اس کی خاموشی سونے کی طرح قیمتی ہے۔

جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آ سکتا، بندوق کی گولی نکلنے کے بعد واپس نہیں ہو سکتی اسی طرح زبان سے ایک بات نکل گئی تو وہ بھی واپس نہیں ہو سکتی۔ یہ بات انسان کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ اپنی زبان سے کوئی بھی لفظ ادا کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ لے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بات اس کے اپنے لئے یا دوسروں کے لئے شر ونقصان کا باعث نہ ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ انسان کو خاموش رہنے پر شرمندگی ہو بلکہ ایسے موقع بار بار آتے ہیں کہ کوئی بات بولنے پر ندامت وحسرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کسی کو دنیا وآخرت میں عافیت، سلامتی اور نجات مطلوب ہے اس کو فضول گفتگو سے اجتناب کرنا بہت ضروری ہے۔

باہمی ہنسی مزاق اگر ایک معقول حد کے اندر ہے تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ اس موقع پر شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔ مثلاً ہنسی مذاق میں مبالغہ آرائی اور جھوٹ سے اجتناب کیا جائے۔ کسی ایسی بات سے گریز کیا جائے جس سے کسی کی دل آزاری کا اندیشہ ہو۔ مومن کی شان ہے کہ وہ باوقار وحیادار ہو، حد سے زیادہ ہنسی مذاق اس کے وقار کے منافی ہے۔ ضرورت سے زیادہ اور بے موقع ہنسی مذاق میں بعض اوقات زبان سے کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے کہ کہنے والے کو اس کی نزاکت کا احساس نہیں ہوتا لیکن وہی بات مخاطب کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو جاتی ہے جس سے تعلقات میں خوشگواری کے بجائے تلخی اور کشیدگی کا عنصر نمایاں ہونے لگتا ہے اور باہمی نفرت وعداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ خنجر کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ باہمی ہنسی مذاق اور کھیل کود میں بعض اوقات ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے جس کی وجہ سے صورتحال یکسر تبدیل ہو جاتی ہے، قہقہوں اور مسکراہٹوں سے بھرپور محفل دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کے میدان کا نقشہ پیش کرنے لگتی ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ اس چیز کی حفاظت کرے گا جو اس کے دونوں کلّوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے درجات بلند کر دیتا ہے (یعنی اگرچہ وہ بندہ اپنی اس بات کی اہمیت و قدر سے واقف نہیں ہوتا اور اس کو ایک نہایت آسان اور معمولی درجہ کی بات سمجھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بلند پایہ اور مرتبہ کی ہوتی ہے) اس طرح بندہ جب زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب بن جاتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا (یعنی وہ اس بات کو بہت معمولی سمجھتا ہے اور اس کو زبان سے نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا) لیکن حقیقت میں وہ بات نتیجہ کے اعتبار سے اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ وہ بندہ اس کے سبب سے دوزخ میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
کسی مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور کسی مسلمان کو مار ڈالنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا۔ یعنی یا تو کہنے والا خود کافر ہو گیا یا وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا۔ (بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو)
(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ذر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی کو

فاسق نہیں کہے اور نہ اس پر کفر کی تہمت لگائے کیونکہ اگر وہ آدمی فسق یا کفر کا حامل نہیں ہے تو اس کا کہا اسی پر لوٹ کر آئے گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا کہا ہوا خود اس پر لوٹ پڑتا ہے یعنی خود کہنے والا کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر دو شخص آپس میں گالی گلوچ کریں تو ان کی ساری گالم گلوچ کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے پہل کی جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کر لے۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صدیق کے لئے یہ جائز نہیں کہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ بہت زیادہ لعنت کیا کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن نہ گواہ بنائے جائیں گے اور نہ شفاعت کر سکیں گے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے یعنی جہنم کی آگ کے موجب ہو گئے تو اس طرح کا کہنے والا سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (مسلم)

چغل خوری

چغل خوری یہ ہے کہ کسی ایک کی باتیں دوسرے کو بتادی جائیں جس کو پہلا پسند نہ کرتا ہواور مقصود ان دونوں کے درمیان جھگڑا کرانا ہو۔ یہ صرف زبان سے نہیں ہوتی بلکہ ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے بھی ہوتی ہے۔ وہ راز کی بات جودوسرے پر افشا کی گئی ہوتی ہے وہ کردار سے متعلق بھی ہوسکتی ہےاور گفتار سے بھی۔ لوگوں کو چاہئے کہ اگر کسی میں کوئی نا گوار بات دیکھیں تو خاموش رہیں جبکہ کہ اس کے ظاہر کرنے میں دوسرے مسلمانوں کونقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے!

هَمَّازٍ مَّشَّاء بِنَمِيمٍ O مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ O
عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ O

(سورۃ القلم: ۱۳ ۔ ۱۱)

طعنے باز، چغل خور ہو، بھلائی سے روکنے والا اور حد سے بڑھنے والا گناہ گار ہو، بدخواس کے علاوہ بدذات ہو

”اور آپ کسی ایسے شخص کی بات نہ مانیں جو قسمیں کھانے والا انتہائی ذلیل ہے۔ جو طعنہ زن، عیب جو ہے، لوگوں میں فساد انگیزی کے لئے چغل خوری کرتا ہے۔ بھلائی کے کام سے بہت روکنے والا بخیل، حد سے بڑھنے والا سرکش اور سخت گناہ گار ہے۔“

ایک دوسری آیت میں ہے

وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ O

(سورۃ الھمزہ ۔ ۱)

ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو طعنہ زن ہے اور چغل خوری کرتا ہے۔

بخاری شریف میں روایت کی گئی ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ اسے قبر میں بھی عذاب دیا جائے گا۔

ایک مرتبہ حضرت زین العابدینؒ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے آپ کے سامنے کسی کی چغل خوری کی، وہ کہنے لگے کہ تم مجھے اس کے پاس لے چلو وہ ان کے ساتھ چل پڑا۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت زین العابدینؒ اس کو جواب دینے جا رہے ہیں لیکن وہاں پہنچ کر حضرت زید العابدین نے اس سے کہا! بھائی! تم نے میرے متعلق جو کچھ کہا اگر وہ سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور اگر وہ غلط ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔ کہا جاتا ہے کہ چغل خوری کا عمل شیطان کے عمل سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ شیطان کا عمل وسوسہ سے ہوتا ہے اور چغل خور کا عمل آمنے سامنے ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِن جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوا أَن تُصِیْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ O

(سورۃ الحجرات ۔ ٦)

مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

حضرت حدیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

امام نووی ؒ فرماتے ہیں! جو شخص چغلی کو حلال سمجھتے ہوئے چغلی کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے، اس کے منافق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسا شخص یقیناً کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ ہاں وہ شخص جو اس کو حرام جانتا ہے لیکن بشری کمزوری کی وجہ سے اس سے چغلی ہو جاتی ہے اور اس کا یہ گناہ اللہ نے معاف نہیں کیا تو وہ پہلے اس کی سزا بھگتے گا پھر جنت میں جائے گا۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا! اس دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو یہ عذاب کسی بڑی (یا مشکل) بات پر نہیں ہو رہا۔ (پھر فرمایا) کیوں نہیں، وہ بڑی بات ہی ہے۔ ان میں ایک تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی کی بھی کوئی (بری) بات مجھ تک نہ پہنچائے۔ اس لئے کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان سے اس حال میں نکلوں کہ میرا سینہ بالکل صاف ہو۔

(جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن سب سے بدتر شخص وہ ہوگا جو (فتنہ انگیزی کی خاطر) دومنہ رکھتا ہوگا یعنی منافقوں کی خاص صفت رکھتا ہے وہ ایک جماعت کے پاس آتا ہے تو کچھ کہتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس آتا ہے تو کچھ اور کہتا ہے۔

(بخاری ومسلم)

کوئی برا طریقہ ایجاد کرنا

امام مسلم ؒ نے حضرت جریر ؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اس کا بھی وبال ہوگا، اس پر عمل کرنے والوں کا بھی وبال ہوگا اور عمل کرنے والوں کے وبال میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص میری کسی ایسی سنت کو زندہ کرے جو میرے بعد لوگوں نے چھوڑ دی ہو اسے تمام لوگوں کے برابر بھی اجر ملے گا جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص کسی گمراہی پر مبنی بدعت کو ایجاد کرے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کو پسند نہ ہو، اسے اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا اور گناہ کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔

جو شخص کسی بھی چیز کی طرف دعوت دیتا ہے وہ قیامت کے دن اس دعوت کے ساتھ پیش ہوگا۔ جو لوگ عرس کے نام سے پیروں، پیغمبروں اور نیک لوگوں کی پیدائش کا جشن مناتے ہیں۔ ان کی سالگرہ کے دنوں میں اور راتوں میں جلسے، جلوس اور مجالس منعقد کرتے ہیں ان تمام کاموں کا شمار بھی بدعتوں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ان تمام تقریبات میں بے شمار خلاف شرع کام ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کو یہ

سمجھنا چاہئے کہ بری روش شروع کرنے اور اس کو اپنانے میں بھی گناہ کبیرہ ہوتا ہے چاہے وہ کتنی ہی اچھی نیت سے شروع کی گئی ہو۔

تقدیر کا انکار

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے بلا شبہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چھ اشخاص ایسے ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ وہ چھ اشخاص یہ ہیں۔

۱۔ اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا

۲۔ تقدیر کو جھٹلانے والا

۳۔ اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا انہیں حلال کرنے والا

۴۔ میری عترت اور اولاد کی بے حرمتی کرنے والا

۵۔ سنت کو چھوڑنے والا

(مجمع الزوائد)

اس حدیث میں چھ افراد کا ذکر ہے لیکن شمار میں پانچ لکھے ہیں۔

مشکوٰۃ المصابح میں اس حدیث کا ذکر ہے اور چھٹا آدمی وہ ہے جو زبردستی اقتدار حاصل کر لے۔

" معتزلہ " جو اسلام کی پہلی صدی میں ایک فرقہ گزرا ہے، اس سے

وابستہ لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے اللہ تعالی نہیں۔ یہ لوگ تقدیر کا انکار کرتے تھے اسی وجہ سے انہیں " قدریہ " بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے ان غلط نظریات کی تردید مختلف احادیث اور اقوالِ صحابہ کرام ؓ سے ہوتی ہے۔ ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی سوائے عقلوں کے اور یہ لوگ اپنی ناپسندیدہ عادات سے مجبور ہو کر شریعت کے کے کئی واضح حکموں کو انکار کر دیتے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ قبروں میں فرشتوں کے سوالات، عذابِ قبر، پل صراط، میزانِ عمل، حوضِ کوثر اور آخرت میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بھی انکار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ○

(سورۃ القمر ۔ ۴۹)

ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نجران کا سب سے بڑا عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ)! آپ (ﷺ) سمجھتے ہیں کہ گناہ بھی تقدیر کے تحت آتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ سے جھگڑا کرنے والے ہو۔

صحیح مسلم میں روایت نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھ دیں تھیں۔

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص اس وقت تک اللہ پر ایمان لانے والا نہیں ہوسکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے۔ اس بات کی گواہی دے کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں جسے اللہ نے حق کے ساتھ بھیجا ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھے اور تقدیر پر ایمان لائے۔

کسی صحابیِ رسول ﷺ کو بُرا کہنا

شیخین ؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ کو بُرا مت کہا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص (غیر صحابی) احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان (صحابہ کرام ؓ) میں سے کسی کے ایک " مد " ((ایک پیمانہ) یا اس کے نصف کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

امام ترمذی ؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ میرے بعد انہیں اپنا نشانہ نہ بنا لینا کیونکہ جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا۔ اور جو ان سے نفرت کرے گا وہ مجھ سے نفرت کی وجہ سے ان سے نفرت کرے گا۔ اور جو شخص انہیں ایذاء پہنچائے گا گویا اس نے مجھے ایذاء پہنچائی۔ اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی۔ اور جس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی، عنقریب اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

امام بخاری ؒ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ایمان کی علامت انصار کی محبت ہے اور نفاق کی علامت انصار سے بغض ہے۔

صحابہ کرام ؓ پر نکتہ چینی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

اللہ نے مجھ چنا اور میرے لئے میرے صحابہ کو بھی چنا اور ان میں سے کچھ کو میرے وزراء، کچھ کو انصار، کچھ کو سسرالی رشتہ دار بنا دیا۔ اب جو شخص ان کو برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کرے گا۔ اس حدیث میں ایک یہ اضافہ بھی ہے کہ عنقریب ان کے بعد ایک قوم آئے گی۔ وہ لوگ صحابہ میں بھی عیب نکالیں گے اور ان سے بغض رکھیں گے۔ تم ان کے ساتھ مت کھانا پینا۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرنا۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔

(معجم الکبیر)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اے ابو بکر! جس نے تمہیں برا بھلا کہا اس نے کفر کیا۔ (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام ؓ سے راضی ہو چکا ہے۔ اب جو شخص ان میں سے کسی کو بھی برا بھلا کہے وہ اللہ کے ساتھ جنگ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام ؓ کی عظیم فضیلت یہ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان کے ساتھ بغض کو اپنے ساتھ بغض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام ؓ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے مجاہدہ اور جہاد کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے دین کو پھیلایا اور شریعت کے احکامات کو عام کیا۔ اگر یہ حضرات ان خدمات میں مصروف نہ ہوتے تو ہم تک قرآن پہنچتا اور نہ سنتِ رسول ﷺ۔ اس لئے جو شخص ان پر طعنہ زنی کرتا ہے وہ ملت اسلامیہ سے نکلنے

کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان پر طعنہ زنی کرنا دین اسلام کے نور کو بجھانے کا سبب بنتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان کی تعریف کئے جانے پر اطمینان اور یقین نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رض کی تصویر کشی کرنا

اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں یہودیوں اور کینہ پرور عیسائیوں نے رسول اللہ ﷺ اور اصحابِ رسول کی زندگی پر گمراہ کن تصویریں اور فلمیں بنائی ہیں اور یہ حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نام نہاد مسلمان بھی اس شرم ناک حرکت میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور اب تو یہ بات بہت عام ہو گئی ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام پر باقاعدہ فلمیں بننے لگی ہیں اور مسلم دنیا کی عوام الناس اس کو شوق سے دیکھتی ہے۔ جب علماء کرام اس پر تنقید کرتے ہیں یا احتجاج کرتے ہیں تو ان کو تنگ نظر اور پرانے خیالات کا انسان کہا جاتا ہے۔ جبکہ یہ حرکتیں رسول اللہ ﷺ کے مراتب کے سراسر منافی اور نبوت کے منصب کے بالکل خلاف ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا مقام و منصب کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اور اس بات کو مسلمان اور غیر مسلم سب جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عزت و اکرام کی کس قدر تاکید کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی محبت میں جان و مال اور عزت و آبرو سب قربان کر

دینے کا حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۲۴)

کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری ذات اس کے نزدیک اس کی اولاد اس کے والد اور تمام لوگوں کی نسبت زیادہ پسندیدہ نہ ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر فلمیں بنانا ان کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔ فلم بنانے والے فلم میں لہوولہب اور جھوٹی باتیں بھی شامل کر دیتے ہیں تا کہ چاشنی پیدا کی جائے اور عوام شوق سے اسے دیکھیں۔ بعض اوقات فلم بندی کرتے ہوئے کسی منظر کو ہنسی مذاق اور طنز کا نشانہ بناتے ہیں جو سراسر فسق و کفر ہے۔ اگر اس طرح کرنے والے توبہ نہ کریں تو وہ مرتد ہونے کی وجہ سے واجب قتل ہیں۔ اس قسم کی فلم بندی کو حرام یا ناجائز کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا اور نہ ان فلم بنانے والوں کو لعنت ملامت کر کے چھوڑ دینا کافی ہے ان کو ان کے کئے کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔ اس طرح کی فلمیں بنانا، ان کا دیکھنا اور ان کی حمایت کرنا اور ان سے تعاون کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ٦٥)

اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ کہو کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟

ابن عربی مغافری فرماتے ہیں کہ یہ براعمل دونوں لحاظ سے ناجائز ہے چاہے سنجیدگی سے کیا جائے یا تفریحاً کیا جائے۔ اس کا یہ عمل کفر ہوگا کیونکہ تمسخر کے ساتھ کفریہ کلمات بکنا بھی کفر ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور اہل بیتِ رسول یا اصحابِ رسول کی زندگی پر فلم بنانا یا اسٹیج ڈرامہ کرنا سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اس فعل کا مرتکب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لہو ولہب کرتا ہے اور وہ وہ باتیں بھی شامل کر دیتا ہے جو ان کی ذات سے ثابت نہیں ہیں اس طرح وہ بہتان کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔

وعدہ خلافی کرنا

وعدہ خلافی اور بے وفائی منافقین کی اہم نشانیوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر عہد پورا کرنے سے متعلق بہت تاکید کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ ﴾

(سورۃ المائدہ ۔ ۱)

اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً O

(سورۃ الاسراء ۔ ۳۴)

اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے ضرور پرسش ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَالَّذِيْنَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللّهِ مِن بَعْدِ مِيْثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِيْ الأَرْضِ أُوْلَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ O

(سورۃ رعد ۔ ۲۵)

اور جو لوگ اللہ سے پکا عہد کر کے اُس کو توڑ ڈالتے اور جن

(رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے
اُن کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسوں پر لعنت ہے
اور اُن کیلئے گھر بھی بُرا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اس کو معمولی بات سمجھ کہ پرواہ نہیں کرتے کہ انہوں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے اور پھر وعدہ خلافی کرتے ہیں اور اس پر شرمندہ بھی نہیں ہوتے۔ بعض اوقات تو حکومتی سطح پر یا لیڈران ایک دوسرے سے عہد و پیمان کرتے ہیں لیکن کچھ سوچے سمجھے بغیر ایک فریق اسے توڑ دیتا ہے جس کے نتیجہ میں فتنے اور خون ریز لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں جس میں بے گناہ لوگ بھی مارے جاتے ہیں، لوگوں کے مال واملاک کا نقصان بھی ہوتا ہے، عزت پر ڈاکے ڈالے جاتے ہیں اور دشمنیاں جنم لیتی ہیں۔ مسلمان ایک دوسرے سے ٹوٹ جاتے ہیں اور آپس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ یہ سب محض اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی جاتی ہے اور معاہدوں کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر عہد توڑ دیتے ہیں۔ خرید و فروخت میں کسی ایک پارٹی سے معاہدہ کیا اور پھر کہیں اور سے زیادہ منافع کی پیش کش ہوئی تو فوراً وعدہ خلافی کر کے اس سے معاملہ طے کرلیا۔ بعض اوقات یہی حرکت شادی بیاہ کے معاملات میں بھی کی جاتی ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ (75)فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُواْ بِهِ وَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعْرِضُونَ (76)فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقاً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُواْ اللّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُواْ يَكْذِبُونَ (77)

(سورۃ التوبہ: ۷۷ ـ ۷۵)

اوران میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنی مہربانی سے (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔۷۵۔ لیکن جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) رُوگردانی کر بیٹھے۔۷۶۔ تو اللہ نے ان کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کیلئے جس میں وہ اللہ کے رُوبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔۷۷

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيْثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ أُولَـئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ O

(سورۃ البقرہ: ۲۷)

جو اللہ کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز (یعنی رشتہ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو قطع کئے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر دھوکہ باز کا ایک جھنڈا ہو گا، کہا جائے گا کہ اس نے فلاں بن فلاں کے ساتھ دھوکہ کیا۔

اس میں وہ تمام وعدے شامل ہیں جو ہم نے کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہیں کہ ہم ان تمام احکامات اور ہدایات کی پابندی کریں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے ہمیں دئے ہیں۔ اہل کتاب کے حوالے سے قرآن میں اشارہ ہے کہ ان وعدوں کو پورا کرو جو تم سے حضور نبی کریم (محمد) ﷺ کے بارے میں لئے گئے تھے۔

وَإِذَ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاء ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْاْ بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۸۷)

اور جب اللہ نے اُن لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اِقرار لیا کہ

(جو کچھ اس میں لکھا ہے) اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا تو انہوں نے اس کو پسِ پشت پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کی۔

صحیح بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چار چیزیں ہیں وہ جس شخص میں بھی پائی جاتی ہیں وہ پکا منافق ہے۔ اور جس شخص کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت بھی پائی جائے اس میں نفاق کی خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے، جب وعدہ کرے تو عہد شکنی کرے، اور جب جھگڑا ہو تو بدزبانی (گالم گلوچ) پر اتر آئے۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ آؤ میں تمہیں ایک چیز دوں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے (جب میری والدہ نے مجھ سے کہا تو) رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ان سے فرمایا! یاد رکھو! اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال نامہ میں ایک جھوٹ (وعدہ خلافی) لکھا جاتا۔

(ابوداؤد، بیہقی)

بے عمل واعظوں کی غفلت

تَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۴۴)

(یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کئے دیتے ہو حالانکہ تم (اللہ تعالیٰ کی) کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ جب کٹ جاتے ہیں تو پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے تھے اور اپنے لئے بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں۔

(در منثور)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جس سے اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی اور وہ اپنی آنتوں کے ساتھ گھومتا

پھرے گا جیسے گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے۔ دوزخ والے اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے، اے فلاں! تجھے کیا ہوا، کیا تو ہمیں اچھی اچھی باتیں نہیں بتاتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا! وہ جواب دے گا کہ میں تم کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا اور خود اس برائی کو کرتا تھا۔ (صحیح مسلم)

ابن عساکرؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! بعض جنتی بعض دوزخیوں کو آگ میں دیکھ کر پوچھیں گے کہ تم آگ میں کس طرح سے پہنچ گئے حالانکہ ہم تو بخدا انہی نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے ہیں جسے ہم تم سے سیکھتے تھے، اس پر اہل دوزخ کہیں گے "ہم زبان سے کہتے تو ضرور تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے"۔ (ابن کثیر)

اس آیت کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ اگر کوئی برا آدمی ہو تو وہ کسی سے اچھی بات نہیں کہے بلکہ اس کو خود سوچنا چاہیئے کہ میں اس بات کو اچھا سمجھتا ہوں اور دوسرے کو اس کی تلقین بھی کر رہا ہوں تو سب سے پہلے تو اس پر مجھے خود عمل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ جاہل کے مقابلہ میں عالم کا گناہ زیادہ ناپسند کرتا ہے۔ ایسا شخص جو خود عمل نہیں کرتا اور دوسروں کو نصیحت کرتا ہے تو اس کی بات میں اثر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص ایک نیکی چھوڑتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کوئی نیکی ہی نہ کرے۔ مثلاً! ایک شخص نمازیں قضاء کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ روزے بھی نہ رکھے یا زکوۃ بھی نہ دے۔

امام مالکؒ نے حضرت سعید بن جبیرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ایک شخص یہ سوچ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر چھوڑ دے کہ میں خود گناہ گار ہوں اور جب خود پاک ہو جاؤں گا تو لوگوں کو تبلیغ کروں گا تو اس طرح تبلیغ کرنے والا کوئی بھی نہیں بچے گا۔ کیونکہ کون سا ایسا انسان ہے جو گناہوں سے بالکل پاک ہے۔ حضرت حسنؒ کا ارشاد ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ اسی غلط فہمی میں پڑ کر تبلیغ کا فریضہ چھوڑ بیٹھیں۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے اپنی کسی بری عادت کا علم ہوتا تھا تو میں اس عادت کی مذمت اپنے وعظ میں خاص طور پر کرتا ہوں تا کہ وعظ کی برکت سے وہ عادت چھوٹ جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۸۵)

(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتابِ (الٰہی) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کر دیتے ہو، تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رُسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں ہے۔

مسلمانوں کو تنبیہ جو پورے دین پر عمل کرنے کو تیار نہیں

پچھلی امتوں میں یہودیوں کا یہ حال تھا کہ دین کے جو حصے ان کو پسند تھے ان پر عمل کرتے تھے اور جو مشکل تھے یا ناپسند تھے ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ مسلمانوں کو اس بات سے روکا جا رہا ہے کہ وہ یہودیوں کی طرح نہ کریں اور دین کے تمام احکامات اور فرائض کی پابندی کریں۔ ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے کہ جو لوگ بے عمل ہیں وہ تو درکنار وہ لوگ جو بظاہر دین دار ہیں ان کی دینداری بھی نماز، روزہ اور دو چار دین کے کاموں تک محدود ہوتی ہے۔ حرام ذریعہ سے مال کمانا، حرام محکموں میں ملازمت کرنا، رشوتیں لینا و دینا، شادی بیاہ اور موت اور پیدائش کے موقعوں پر غیر اسلامی طریقے اختیار کرنا، اس طرح کے کاموں میں دینداری کے دعویدار بھی مبتلا ہیں۔

بہت سے زکوۃ بھی دیتے ہیں، حج بھی کر لیتے ہیں لیکن ان کے سامنے اسلامی تعزیرات و حدود کی بات آتی ہے تو ٹھٹک جاتے ہیں اور اس کے نفاذ کرنے کو تیار نہیں ہوتے کہ کیا اب کوڑے پڑیں گے یا ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ بعض تو ان کو وحشیانہ سزائیں کہتے ہیں۔ حاکم اور محکوم دونوں اس سے فرار چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تاکید

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَاذْكُرُونِیْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِیْ وَلاَ تَكْفُرُونِ ○

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۵۲)

پس تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان

مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا۔

اللہ کے ذکر کرنے کے بہت سے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے کیا جاتا ہے، دل سے بھی کیا جاتا ہے اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کو بھی ذکر کرنا کہتے ہیں۔ کسی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوگی تو وہ اس کے احکامات پر عمل کرے گا۔ اللہ کے خوف سے گناہ چھوڑ دینا بھی ذکر اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر اس نے مجھے تنہائی میں یاد کیا تو میں اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں (یعنی عالم بالا کے فرشتوں کے سامنے)۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو لوگ کسی جگہ بیٹھ کے اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے درباریوں میں یاد فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم)

زبان سے ذکر کرنے کو بھی ذکر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قلب کی ترجمان ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے ذکر وہی معتبر ہے جس کے ساتھ دل میں بھی اللہ کی یاد ہو۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی شخص زبان سے ذکر و تسبیح میں مشغول ہو مگر اس کا دل حاضر نہ ہو وہ بھی فائدے سے خالی نہیں ہے۔ حضرت ابو عثمان نہدیؒ سے کسی نے ایسی حالت کی شکایت کی کہ ہم زبان سے ذکر کرتے ہیں مگر قلوب میں اس کی کوئی حلاوت محسوس نہیں ہوتی ، آپؒ نے فرمایا! اس پر بھی اللہ کا شکر کرو کہ تمہارا ایک عضو یعنی زبان کو اپنی اطاعت میں لے لیا۔

(قرطبی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یعنی اس کے احکام، حلال وحرام کا اتباع کیا اس نے اللہ کو یاد کیا۔ اگر چہ اس کی نفل نماز و روزہ وغیرہ کم ہوں۔ اور جس نے احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کی اس نے اللہ کو بھلا دیا اگر چہ (بظاہر) اس کی نماز، روزہ اور تسبیحات وغیرہ زیادہ ہوں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا! جو شخص حقیقی طور پر اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کے مقابلہ میں ساری چیزوں کو بھول جاتا ہے۔ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ خود اس کی ساری چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اور تمام چیزوں کا بدل عطا فرماتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا! انسان کا کوئی عمل اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے میں ذکر اللہ کے برابر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ شکر کرنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کا شمار بھی بندے کے لئے ناممکن ہے، ان نعمتوں کا شکر کرنا انسان پر واجب ہے۔ نعمتوں کا اقرار کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنے میں آتا ہے۔ اپنے قول وفعل سے نعمتوں کا اظہار کرنا چاہئے۔ ایک طریقہ شکر ادا کرنے کا یہ ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو نیک کاموں میں خرچ کریں۔ نعمتوں کا منکر ہونا ناقدری ہے اور ان کو گناہ کے کاموں میں خرچ کرنا ناشکری ہے۔ یہ کتنی بڑی حماقت ہے کہ نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں اور نفس اور شیطان کی فرمابرداری کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ O

(سورۃ ابراہیم ۔ ۷)

" اور جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں ضرور بہ ضرور اور زیادہ دوں گا اور ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب سخت ہے۔

انسان کے مزاج میں ناشکری کا عنصر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

(إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ)

" بلاشبہ انسان کھلا ناشکرا ہے "

(سورۃ الزخرف ۔ ۱۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللّهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ O

(سورۃ ابراہیم ۔ ۳۴)

" اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سب چیزوں میں سے دیا جن کا تم نے سوال کیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکو گے۔ بلاشبہ انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔ "

مسلمان کو چاہئے کہ نعمتوں کا شکرادا کرتے رہے اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتا رہے۔ جب انہیں استعمال کرے تو اللہ کی حمد وثنا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی حمد کرنا اصل شکر ہے جو بندہ اللہ کی حمد بیان نہیں کرتا، اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ (بیہقی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ أُوْتُواْ نَصِيْباً مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۲۳)

بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا علم دیا گیا اور وہ (اُس) کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ (اُن کے تنازعات کا) اُن میں فیصلہ کر دے تو ایک فریق اُن میں سے کج ادائی کیساتھ منہ پھیر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب سے لاپرواہی کر کے خوش فہمی میں رہنا

بعض لوگوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ حق کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کی کتاب سے اعراض کرتے ہیں۔ اپنے تراشے ہوئے خیالات کی پیروی کرتے ہیں، انہوں نے اپنے دلوں میں یہ سوچ رکھا ہے کہ ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے صرف چند دن دوزخ میں رہیں گے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

یہ خیالات انتہائی حماقت پر مبنی ہیں کہ وہ چند دن دوزخ میں جانے کے لئے تیار ہیں جس کا عذاب وہ ایک منٹ نہیں برداشت کر سکتے اور حق کو ماننے اور دین پر چلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جو جھوٹی باتیں انہوں نے تراش رکھی ہیں اور جن جھوٹے خیالات میں مبتلا ہیں ان چیزوں نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اپنی غلط فہمی کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو رہے ہیں۔ ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی سند نہیں آئی کہ جس میں اس بات کا وعدہ ہو کہ وہ چند دنوں میں دوزخ سے نکل آئیں گے جبکہ انہیں معلوم ہے کہ حق کا انکار کفر ہے اور کفر کا عذاب دائمی ہے۔

اللہ کی رسی مضبوط پکڑنے کا حکم اور آپس میں انتشار کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً وَكُنتُمْ عَلَىَ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۰۳)

اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اُس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ اس کے پکڑنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا! میں تمہارے اندر اللہ کی کتاب چھوڑ رہا ہوں، وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگا۔

(در منثور)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن کو چھوڑ دینا ہی اصل گمراہی ہے۔ قرآن کو چھوڑ دینے سے مختلف نظریات جنم لیتے ہیں اور مسلمان جدا جدا فرقوں میں بٹ جاتے ہیں۔ مختلف فرقوں کے لیڈران اپنے مفادات کا بھی تحفظ چاہتے ہیں۔ آج کل مسلمانوں میں جو فرقہ بندیاں ہیں اس کا اصل سبب قرآن کو چھوڑ دینا ہی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ بات سنیں گے اور فرمانبرداری کریں گے تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی، خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی اور اس بات پر بھی کہ اپنے امیر سے جھگڑا نہیں کریں گے الا یہ کہ وہ بالکل کفر کی باتیں کرنے لگے۔ جس کے بارے میں ہمیں اللہ کی طرف سے کھلی ہوئی دلیل ہو تو اس وقت اس سے جھگڑا کریں گے۔

(صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تمہاری تین باتیں اللہ کو پسند ہیں اور تین ناپسند، اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اللہ جس کو تمہارا

حاکم بنا دے اس کی خیر خواہی کرو، یہ باتیں اللہ کو پسند ہیں۔ اور وہ ناپسند کرتا ہے فضول قیل وقال کو (یعنی فضول بحثیں) اور مال کو برباد کرنے کو اور کثرتِ سوال کو۔ (رواۃ مسلم و احمد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔ (رواۃ احمد و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو حالت بنی اسرائیل کی ہوئی تھی وہی میری امت پر آئے گی یہ ان کے نقش قدم پر چلے گی، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی کوئی ایسا کرے گا۔ بنی اسرائیل تقسیم ہو کر بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نجات پانے والا وہ گروہ ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا۔

(رواۃ ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دوسرے سے مختلف بنایا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے سے خیالات اور سوچ کے انداز میں مختلف ہوتا ہے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک دوسرے سے مختلف خیالات رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود آپس میں

شیر وشکر ہوکر رہتے تھے۔ اگر کسی بات پر اختلاف کرتے تھے تو اللہ کے لئے کرتے تھے۔ امت میں توڑ پیدا کرنیوالے کے لئے سخت وعیدیں آئیں ہیں۔ ایک عام مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرنا بھی اسی لئے منع ہے کہ آپس میں تفرقہ نہ پیدا ہو۔

قرآن کریم نے ہمیں ایسے حکیمانہ اصول بتائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نظام حیات یعنی قرآن پر مضبوطی سے عمل کرنے والا ہو۔ اگر سب مسلمان مل کراس پر عمل کریں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سب مسلمان باہم متفق ومتحد اور منظّم ہو جائیں گے۔ جیسے کوئی جماعت ایک رسی کو پکڑے ہوئے ہوتو پوری جماعت ایک جسم واحد بن جاتی ہے اور شیطان اپنی شرانگیزی میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ مسلمان انفرادی اوراجتمائی زندگی میں غیر متزلزل اور نا قابل تسخیر ہو جائے گا۔ اس سے ہٹ کر عمل سے قومی اوراجتمائی زندگی تو تباہ ہوگی ہی اس کے بعد انفرادی زندگی کی بھی کوئی خیر نہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ O

(سورۃ الانعام۔ ۱۵۹)

جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقے ڈالے اور شیعہ ہو گئے (مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ان سے کوئی تعلق نہیں اور کوئی واسطہ

نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ وہ جو کچھ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتادے گا۔

عقلمندوں کی صفات

الَّذِیْنَ یَذْکُرُونَ اللّٰهَ قِیَاماً وَقُعُوداً وَعَلَی جُنُوبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُونَ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۹۱)

جوکھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے) ہیں کہ اے رب! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

ساری دنیا عقلمند ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، کوئی بے وقوف بھی اپنے آپ کو بے عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، اس لئے قرآن کریم نے عقل والوں کی چند علامات بتائی ہیں جو درحقیقت عقل کا صحیح میعار ہیں۔ محسوسات کا علم کان، ناک، آنکھ، زبان وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے جو بے عقل جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ عقل کا کام تو یہ ہے کہ علامات، دلائل اور قرینہ سے کسی نتیجہ تک پہنچ جائے جو محسوس

نہیں ہوتا ہو۔

آسمانوں اور زمینوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور دن رات کے آگے پیچھے آنے کا جو نظام رکھا ہے جس کے مطابق دن رات آگے پیچھے آتے رہتے ہیں اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ ان کا پیدا کرنے والا قادر مطلق ہے، خالق ہے، حکیم ہے۔ یہ نشانیاں ایسی ہیں کہ عقل والے ان کو دیکھتے ہیں اور ان کی پیدائش پر غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یہ جو کچھ آپ نے پیدا فرمایا ہے بے کار اور لا یعنی نہیں ہے۔ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالینا۔ یہ لوگ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ زبان سے اور دل سے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کی قدرت اور حکمت کا تذکرہ کرنا یہ سب اللہ کے ذکر میں شامل ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے وہی حقیقت میں عقل والے ہیں اور ان کے عقل منداور عارف ہونے کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ یہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ کسی حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جو لوگ کسی جگہ پر بیٹھے جس میں انہوں نے اللہ کو یاد نہ کیا اور نبی کریم ﷺ پر درود نہ بھیجا تو یہ مجلس ان کے لئے نقصان کا باعث ہوگی۔ اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے دے اور چاہے تو ان کی مغفرت کردے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص کسی جگہ پر لیٹا

اور اس دوران اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو اس کا یہ لیٹنا اللہ کی طرف سے نقصان کا باعث ہوگا اور جو شخص کسی جگہ پر چلا اس نے اس چلنے کے دوران اللہ کو یاد نہ کیا یہ چلنا اس کے لئے اللہ کی طرف سے نقصان دہ ہوگا۔ (الترغیب: ۴۰۹، ج ۲)

درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی عالم کی روح ہے جب تک اس دنیا میں ایک مرتبہ بھی اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔

(رواۃ المسلم)

آج کل بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں عقلمند کہا جاتا ہے ان لوگوں نے اپنے طور پر سائنس کی معلومات اور اس کے دیگر امور کا علم حاصل کرنے میں بہت محنت کی ہے لیکن ان معلومات کے ذریعہ انہوں نے خالق کائنات کو نہیں پہچانا، ان میں سے بہت سے تو خالق کے ہی منکر ہیں اور جو لوگ اسے موجود مانتے ہیں وہ بھی اس کی تمام صفات کو نہیں مانتے، اس کی حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اس کی قدرت کے مظاہر جاننے کے بجائے مادہ ہی کو یا طبیعت ہی کو سب کچھ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طبیعت خود ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچی ہے یہ ان لوگوں کی اپنے خالق کی معرفت سے محرومی ہے۔ انہیں اس بات کا بھی احساس نہیں ہے کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا اور اس دنیا سے جانے کے بعد ہمارا کیا بنے گا اور یہ کہ ہمارے خالق نے زندگی گزارنے کا جو نظام بھیجا ہے ہمیں وہ قبول کرنا فرض ہے۔

(انوار البیان)

آج کی دنیا نے جس چیز کو عقل اور عقلمندی کا معیار سمجھ لیا ہے وہ محض ایک دھوکہ ہے۔ کسی نے مال و دولت سمیٹ لینے کو عقلمندی قرار دیا ہے، کسی نے مشینوں کے پرزے بنانے اور نئ نئ سائنسی ایجادات کو عقلمندی سمجھ لیا ہے لیکن عقلِ سلیم کی وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسل لے کر آئے کہ علم وحکمت کے ذریعہ ترقی کی جائے۔

قرآن پر تدبر کی اہلیت اور تفسیر بالرائے کی قباحت

أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً O

(سورۃ النساء ۔ ۸۲)

کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت اختلاف پاتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قرآن میں تدبر کرنے کی دعوت دے رہا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و فہم عطا فرمایا ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی فہم اور استعداد کے مطابق تدبر کر سکتا ہے اور جہاں کہیں کچھ سمجھ میں نہ آئے یا کوئی شک پیدا ہو تو اہل علم سے رجوع کرے۔ اہل علم کے درجات مختلف ہیں اور تدبر کی صورتیں بھی مختلف ہیں، معنی میں تدبر، حقائق و معرفت کی تلاش، احکام و مسائل کی فصاحت و بلاغت کی گہرائی میں اترنا، بیان و اسلوب کو دیکھنا یہ سب تدبر میں آتا ہے۔

تدبر کا یہ مطلب نہیں کہ ذرا سی عربی اور اردو پڑھے ہوئے لوگ جنہیں نہ صیغوں کی پہچان ہے، نہ صرف و نحو کا علم ہے، نہ اعراب لگانے کی وجہ کا پتہ ہے، نہ مشتق و مشتق منہ کی خبر، نہ حروف اصلیہ اور زائدہ کا علم ہے، ان جیسے لوگ قرآن پر

تدبر کرنے لگیں اور اپنے آپ کو علماء کے برابر سمجھ کر جو اپنی سمجھ میں آئے وہی قرآن کا مطلب بتانے لگیں تو یہ ان کی جہالت ہوگی۔

لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پر مولویوں کی ہی اجارہ داری کیوں ہے ہم اہل فہم ہیں اور اہل علم ہیں ہم بھی قرآن کا مطلب بتا سکتے ہیں، ان میں سے بعض جاہلوں نے درمیان میں سے رسول اللہ ﷺ کو ہی نکال دیا ہے اور کہتے ہیں کہ ان کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا تھا جو انہوں نے خوش اسلوبی سے ادا کر دیا۔ قرآن اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس بھیجا ہے ہم خود اس کو زمانے کے حالات کے مطابق سمجھ لیں گے اس میں رسول اللہ ﷺ کے بیان کی ضرورت نہیں (العیاذ اللہ)۔ جو قرآن لانے والے سے قرآن نہیں سمجھے گا اور قرآن لانے والے کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں کو درمیان سے نکال دے گا تو وہ تفسیر بالرائے کرے گا۔ تفسیر بالرائے گمراہی ہے۔ بہت سے لوگ علم کے بغیر قرآن کی تفسیر بیان کرنے اور لکھنے بیٹھ جاتے ہیں وہ خود تو گمراہ ہوتے ہی ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنا لے۔ اور حضرت جندب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور ٹھیک کہا تب بھی اس نے غلط کام کیا۔ (رواۃ ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرنا ممنوع ہے، اگر کوئی بات ٹھیک بھی کہہ دی تب بھی خطا کی کیونکہ جو منصب اس کا نہیں تھا اس نے اسے اختیار کرلیا۔ جب قرآن میں تدبر کریں تو پہلے تدبر کے قابل بنیں۔

رہی یہ بات کہ قرآن پر مولویوں کی اجارہ داری کیوں ہے تو یہ جاہلانہ سوال ہے۔ جب علاج کرنے پر ڈاکٹروں کا قبضہ ہے، قانون سازی پر قانون دانوں کا قبضہ ہے، انجینئرنگ کے کاموں پر انجینئروں کا قبضہ ہے تو قرآن کے معانی اور مفہوم بتانے کے لئے قرآن کے عالم کا قبضہ کیوں نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن حکیم کو تو آسان کردیا ہے پھر اس کا تدبر اور سمجھنا آسان کیوں نہیں ہے۔ اس وسوسے کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ قرآن آسان ہے مگر اصول وقواعد کے ساتھ آسان ہے۔ کوئی بھی آسان چیز اپنے اصول وقواعد کے بغیر آسان نہیں ہوتی۔

قرآن آسان ہے مگر عربی میں ہے اور عربی سمجھنے کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے اس کے بغیر قرآن کو سمجھنے کا ارادہ کرنا ایسا ہے جیسے ایک ماہر انجینئر کسی کے کا دل کا آپریشن کردے۔ قرآن مجید کے اوامر ونواہی کا سمجھ لینا اور حرام حلال جان لینا تو اس قدر آسان ہے کہ جس نے قرآن نہیں بھی پڑھا ہو اور اس کے سامنے بیان کردئے جائیں تو وہ بھی سمجھ لے گا۔ لیکن اول سے آخر تک پورے قرآن مجید کی

تفسیر جاننا اوراس کے معارف اور مسائل کا استخراج کرنا، ناسخ اور منسوخ کا سمجھنا، مجمل و مبہم کا تعین کرنا، مشترک الفاظ کے معنی میں سے کسی ایک کو سیاق وسباق کے مطابق طے کرنا اس کے لئے متعلقہ تمام علوم کا ماہر ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اس زمانے کے جہلاء اپنی طرف سے قرآن کا مطلب بتانے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے اور جن کی عمریں قرآن فہمی میں ختم ہوگئیں وہ لب کھولتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے ایک آیت کی تفسیر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو پوچھنے والے نے کہا کے آپ رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر نہیں جانتے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی طرف سے کوئی بات کہہ دوں تو کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی اگر میں کتاب کے بارے میں وہ بات کہہ دوں جس کا مجھے علم نہیں۔

ان مجالس میں بیٹھنے کی ممانعت جہاں اسلام کا مذاق اڑایا جارہا ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْكَافِرِيْنَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتُرِيْدُونَ أَن تَجْعَلُواْ لِلّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَاناً مُّبِيْناً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۴)

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی صریح حجت قائم کرلو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا ہے اس چیز کو اختیار کر کے اپنے آپ کو مجرم اور عذاب کا مستحق بنانے کے لئے اپنے عمل سے اپنے اوپر کیوں حجت قائم کرتے ہو۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوضُونَ فِيْ آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُواْ فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ O

(سورۃ الانعام ۔ ۶۸)

اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کررہے ہوں تو اُن سے الگ ہوجاؤ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں

کیساتھ نہ بیٹھو۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی بعض مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ مسلمان اور مشرکین ایک جگہ بیٹھتے تھے۔ مشرکین قرآن اور رسول اللہ ﷺ کا احترام نہیں کرتے تھے۔ وہ بیٹھے بیٹھے اہل ایمان کے سامنے قرآن کریم کا مذاق اڑانے لگتے تھے اور دین اسلام کی باتوں پر طعن و تشنیع کرنے لگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کہ جب تم ان ظالموں کو اسلام کا مذاق اڑاتے ہوئے دیکھو تو ان سے کنارہ کش ہو جایا کرو۔ ہاں جب وہ اپنی اس بری حرکت کو چھوڑ دیں اور کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جائیں تو پھر ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہو۔ اگر وہ تمسخر و استہزاء کر رہے ہوں تو ان کے قریب بھی نہ پھٹکو اور اگر پہلے سے ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہو تو وہاں سے ہٹ جاؤ۔ اہل کفر سے اگر بالکل ہی دور رہیں تو ان کو حق بات کیسے پہنچائی جائے گی۔ نصیحت اور اصلاح کا راستہ کیسے نکالا جائے گا۔ اس لئے میل جول رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر دینی یا دنیوی ضرورت سے ان کے پاس جانا ہو جائے تو جو لوگ ایمان پر مضبوط ہیں منکر کو منکر جانتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہوں وہ ان کے ساتھ میل جول رکھ سکتے ہیں اور مشرکین کی بد عملیوں کی ان سے باز پرس نہیں ہو گی۔ اگر یہ نصیحت کر سکتے ہیں تو ممکن ہے کہ ان لوگوں کے حق میں کارآمد ہو جائے اور وہ طعن و تشنیع اور عیب جوئی سے باز آ جائیں۔ جس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ

اسلام قبول کرلیں۔

اہل ایمان کو ایسی مجالس اور محفلوں میں جانا اور ان میں شرکت کرنا منع ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی یا رسول اللہ ﷺ کی یا کتاب اللہ کی یا اللہ کے دین کی یعنی اسلام کی تکذیب کی جاتی ہو یا ان کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ جن ملکوں میں مسلمان بستے ہیں ان میں ایسے بھی ملک ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور اسلام کے دشمن اپنی اسلام دشمنی میں دین اسلام کا مذاق اڑانے، رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ کا تمسخر کرنے سے باز نہیں آتے۔ اسی لئے مجالس منعقد کرتے ہیں، ڈرامے تیار کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ مسلمان حماقت اور جہالت سے ان میں شرکت کرتے ہیں اور ملنساری سمجھ کے اس کو گوارا کرتے ہیں۔

اسی طرح سے بعض دشمنان اسلام ایسے مضامین اور کتابیں شائع کرتے ہیں جن میں اسلام اور قرآن کا مذاق اڑایا گیا ہوتا ہے۔ کالج اور یونیورسٹی کے طالب علم ریسرچ کے نام سے ان کو پڑھتے ہیں۔ حالانکہ ایسی کتابوں اور رسائل کا پڑھنا بھی حرام ہے۔ اپنے دین کا مذاق اپنے کانوں سے سننا یا اپنی آنکھوں سے ایسے رسائل و کتابیں پڑھنا نہایت بے غیرتی کی بات ہے۔ اگر کہیں غلطی سے کسی ایسے اجتماع میں شرکت کرلی جس میں دین اسلام کی کسی بھی چیز کا مذاق کیا جارہا ہو تو علم ہو جانے پر وہاں سے اٹھ کر چلے جانا چاہیئے۔ بعض ایسی صورتیں سامنے آتی ہیں کہ دشمن کی باتوں کا توڑ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ایسی نیت سے وہاں پہنچنا جائز ہے

مگر اسی شخص کے لئے جوان کا جواب دے سکے۔

آج کل غفلت یہ ہے کہ مسلمان دین اسلام کو تو پڑھتا ہی نہیں۔ بیس بیس سال دنیاوی علوم کی ڈگریاں حاصل کرنے میں لگا دیتے ہیں لیکن اسلام کے عقائد و ارکان سے، قرآن و حدیث اور نبی کریم ﷺ کی سیرت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے دشمن کے اعتراضات کو پیتے چلے جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کا جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں۔ اور بعض تو ان کی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ وہ جہالت اور احساس کمتری کی وجہ سے اسلام پر اعتراض کرنے والے کے اعتراض کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے تو ان سے میل جول انتہائی خطرناک ہے جس سے ان کے دین کو برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ آج کل ترقی یافتہ بنے کے لئے اسلامیات کی ڈگریاں لینے کے لئے مستشرقین (نصاریٰ کی یونیورسٹیاں) کے پاس جاتے ہیں اوران سے اسلام سیکھتے ہیں۔ وہ اسلام کے وہ پہلو جوان کے مطابق قابل اعتراض ہوتے ہیں اس کا سبق دیتے ہیں اوراس کا جواب ان ہی کے مطابق دینے سے ان کو ڈگریاں ملتی ہیں۔ پھر وہ وہی باتیں مسلمان طلباء کو سکھاتے ہیں جو دشمنان اسلام سے سیکھ کر آئے ہوتے ہیں۔

غافل انسان اور جنّات چوپایوں سے بدتر ہیں

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے!

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۱۷۹)

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں، اُن کے دل ہیں لیکن اُن سے سمجھتے نہیں اور اُن کی آنکھیں ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں اور اُن کے کان ہیں پر اُن سے سنتے نہیں، یہ لوگ (بالکل) چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بھٹکے ہوئے، یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ ہدایت اور گمراہی دونوں راستے واضح کر دئے ہیں اور بندوں کو اختیار بھی دے دیا، وہ اپنے اس اختیار کو خیر میں بھی لگا سکتے ہیں اور شر میں بھی، جو اپنے اختیار کو غلط استعمال کرے گا اور گمراہی کے راستے پر چلے گا اس کے لئے آخرت میں سخت عذاب ہے۔ جو لوگ اپنے اختیار کو غلط استعمال کرتے ہیں اور ان کو جتنا سمجھایا جاتا ہے پھر بھی وہ نہیں مانتے۔ ہدایت کی باتیں سننے کے لئے ہی تیار نہیں ہوتے اور اگر بالفرض کوئی ہدایت کی بات کان میں پڑ بھی جاتی ہے تو وہ سنی ان سنی کر دیتے ہیں، وہ ہدایت قبول کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے۔ نہ

حق کو دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں پھر بھی اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

یہ لوگ اپنی بصیرت و بصارت اور فہم و ادراک سے بھی کام نہیں لیتے، ہدایت سامنے ہوتے ہوئے اسے قبول نہیں کرتے اسی لئے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ گمراہی میں چوپایوں سے بڑھ کر ہیں۔ جانور تو اپنی ضرورتوں کو سمجھتا ہے جب کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو آوازیں نکالتا ہے اور اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے۔ وہ اسی طریقہ پر چلتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ان کے لئے جنت و دوزخ نہیں ہے اور نہ ان کو اس کی فکر ہے اور نہ ان کو ملامت کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اس کے مکلّف ہی نہیں ہیں۔ لیکن انسان اور جنات جن کے سامنے اصل اور اہم ضرورت ہے یعنی دوزخ کے دائمی عذاب سے بچنا اور جنت کی دائمی نعمتوں میں رہنے کی حاجت۔ ان دونوں چیزوں کا دارو مدار اسی دنیا کے اعمال ہیں۔ تمام کامیابیاں ایمان اور اعمال صالحہ سے حاصل ہوں گی اور تمام بربادی اور ناکامی کفر، نافرمانی اور گناہوں سے ہیں۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے اس بات پر دھیان نہ دینا اور گمراہی اور کفر پر ڈٹے رہنا ہی بہت بڑی گمراہی ہے اسی لئے ایسے لوگوں کو جانوروں سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔ یہ لوگ بدن کے صرف ڈھانچہ کی خدمت پر لگے ہوئے ہیں، روٹی اور پیٹ ان کی فکر و کوشش ان کی آخری معراج ہے اس کے علاوہ وہ کسی طرح متوجہ نہیں ہوتے۔

جہاد کی اہمیت

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۱۲۲)

اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ بچیں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں جہاد کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں شرکت کرنے کا عام اعلان فرمایا تھا کہ تمام مسلمان اس میں شریک ہوں۔ اس حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں تھی۔ جو لوگ خلاف ورزی میں مبتلا ہوئے ان میں زیادہ تر منافقین تھے اور کچھ مومن بھی تھے جو وقتی کاہلی اور سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ سخت آزمائش سے گزرنے کے بعد ان کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔

جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہے جس کا حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کی کچھ جماعت جو جہاد کے لئے مشغول ہو تو باقی مسلمان اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے

ہیں۔ ہاں اگر جہاد میں شریک ہونے والی جماعت کافی نہ ہواور مغلوب ہونے لگے تو آس پاس کے مسلمانوں کو ان کی مدد کے لئے نکلنا اور جہاد میں شریک ہونا فرض عین ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی کافی نہ ہوں تو ریاست کے دوسرے علاقوں سے یہاں تک کہ سارے عالم کے مسلمانوں پر ایسی حالت میں جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اس سے انکار حرام ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کا امیر اس بات کا اعلان کرے اور مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دے۔ عام حالات میں جہاد کی طرح اسلام اور مسلمانوں کے اجتماعی مسائل اور مہمات ہیں جو جہاد کی طرح فرض کفایہ ہیں۔ ان کے لئے بھی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو موجود رہنا ضروری ہے تا کہ سب ضروری کام ساتھ ساتھ چلتے رہیں اور اجتماعی فرائض بھی ادا ہوتے رہیں۔

مسلمان مردوں پر نماز جنازہ، اور اس کی تکفین، مساجد کی تعمیر اور نگرانی، جہاد، اسلامی سرحدوں کی حفاظت، دینی تعلیم و تربیت۔ یہ سب فرض کفایہ ہیں ان کی ذمہ داری پورے عالم کے مسلمانوں پر ہے۔ اگر کچھ لوگ بقدر ضرورت یہ فرض ادا کر رہے ہوں تو باقی مسلمان اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر معارف القران)

بہت سے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خیر کا کام نہ خود کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ جو لوگ خیر کے کاموں میں لگے ہوئے ہوں ان کو طعنے

دیتے ہیں۔ اور جو خیر انہیں نصیب ہوئی ہو اسے وہ نقصان سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو لوگ حبُ دنیا میں غرق ہیں انہیں دوسروں کے آخرت کے اعمال نہیں بھاتے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ان کی جو جانی و مالی قربانیاں ہوتی ہیں وہ انہیں اچھی نہیں لگتیں۔ رسول اللہ ﷺ کے دور کے منافقین کا بھی یہی حال تھا انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائی جو سفر میں گئے یا جہاد میں شریک ہوئے اگر یہیں ہمارے پاس رہتے۔ سفر میں نہ جاتے یا جہاد پر نہ جاتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔ بظاہر ان کا یہ کہنا ہمدردی جتلانے کے لئے تھا مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ہمدردی خیر کے کام سے روکنے سے نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر قرآن میں اس طرح سے کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ كَفَرُواْ وَقَالُواْ لإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُواْ فِي الأَرْضِ أَوْ كَانُواْ غُزًّى لَّوْ كَانُواْ عِندَنَا مَا مَاتُواْ وَمَا قُتِلُواْ لِيَجْعَلَ اللّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (156)وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ(157) وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لإِلَى الله تُحْشَرُونَ (158)

(سورۃ آل عمران: ۱۵۶ ـ ۱۵۸)

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے کفر کیا اور اپنے بھائیوں کے بارے میں کہتے ہیں جو کہیں زمین میں سفر کرنے لگے یا جہاد کر رہے ہوں (اور وہاں شہید ہو جائیں) کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ اس بات کو ان کے دلوں میں حسرت بنا دے اور اللہ زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والا ہے اور اگر اللہ کی راہ میں تم قتل کر دئے جاؤ یا اللہ کی راہ میں مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے مغفرت اور رحمت بہتر ہے۔ اس چیز سے (مال ومتاع) جسے وہ لوگ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا قتل ہو گئے تو ضرور اللہ کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

منافقین کی اس بے وقوفی کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ جنگ میں نہیں گئے تو اب موت سے بچ گئے۔ یہ اس کی بیوقوفی ہے موت تو اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہے گی۔ اس کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ منافق کے نزدیک جان کی قیمت زیادہ ہے اس لئے وہ اللہ کی راہ میں جان دینے سے کتراتا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے وہ اللہ کے لئے جیتا ہے اور اللہ کے لئے مرتا ہے اور اللہ کے لئے جان دینے سے اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

منافقین نے اللہ کی راہ میں مقتول ہونے والوں کے بارے میں یوں کہا کہ اگر ہماری بات مان لیتے اور جہاد پر نہ جاتے تو نہ مرتے۔ گویا ان کا شہید ہونا

ان کے نزدیک اچھا نہ تھا۔ ان کی اس جاہلانہ بات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دی اور بشارت بھی دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبيْلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء
وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۵۴)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں تم انہیں مردہ مت کہو
بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں ان کا شعور نہیں۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور اپنا رزق پاتے ہیں۔ دنیا کہ چیزان کے پاس نہیں تو یہ کوئی نقصان کی بات نہیں اپنے رب کے ہاں دنیا سے کئی گنا بہتر نعمتیں اعلیٰ و افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں جو کچھ عطا کیا ہے اس سے وہ بہت خوش ہیں اور ہشاش بشاش ہیں۔

طلبِ علم فرض ہے

امام ترمذیؒ نے حضرت ابودرداءؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی راستے پر چلے جس کا مقصد علم حاصل کرنا ہو اللہ تعالیٰ اس چلنے کے ثواب میں اس کا راستہ جنت کی طرف کر دیں گے اور یہ کہ اللہ کے فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ عالم کے لئے تمام آسمانوں اور زمین کی مخلوق اور پانی کی مچھلیاں دعا و استغفار کرتی ہیں۔ ایک عالم کی فضیلت کثرت سے نفلی عبادت کرنے والے پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت باقی سب ستاروں پر ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام سونے چاندی کی کوئی میراث نہیں چھوڑتے لیکن علم کی وراثت چھوڑتے ہیں۔ جس شخص نے یہ علم کی وراثت حاصل کر لی اس نے بہت بڑی دولت حاصل کر لی۔

(قرطبی)

دارمی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص نے دریافت فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ایک عالم تھا جو صرف نماز پڑھ لیتا اور لوگوں کو دین کی تعلیم دینے میں مشغول ہو جاتا۔ دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات کو عبادت میں کھڑا رہتا۔ ان دونوں میں کون افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس عالم کی فضیلت اس عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر۔

(قرطبی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایک فقیہ شیطان کے مقابلہ میں ایک ہزار عبادت گذاروں سے زیادہ قوی ہے۔ (جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں جن کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ یعنی مسجد یا دینی تعلیم کی عمارت بنوانا، رفاۃ عام کے ادارے بنانا۔ دوسرے وہ علم جس سے اس کے بعد بھی لوگ نفع اٹھاتے رہیں مثلاً ایسے عالم شاگرد جو اس کے مرنے کے بعد بھی دین کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھیں اور ایسی کوئی کتاب اور تصنیف جس سے اس کے بعد بھی لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں۔ تیسرے صالح اولاد جو اس کے لئے دعا اور ایصالِ ثواب کرتی رہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

أَنَّهُ مَن عَمِلَ مِنكُمْ سُوءً ا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ
وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

(سورۃ الانعام ۔ ۵۴)

کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جہل علم کے مقابل ہے، حلم و وقار کی ضد ہے۔ جب بھی کسی سے گناہ

سرزد ہوتا ہے وہ جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ توبہ کرنے سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے چاہے وہ غفلت و جہالت کی وجہ سے ہی کیوں نہ سرزد ہوا ہو یا جان بوجھ کر نفس کی شرارت کی وجہ سے ہوا ہو۔ (تفسیر معارف القرآن)

دنیا کی بے ثباتی کی مثال

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاء أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالأَنْعَامُ حَتَّىَ إِذَا أَخَذَتِ الأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلاً أَوْ نَهَاراً فَجَعَلْنَاهَا حَصِيداً كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالأَمْسِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ24)

(سورۃ یونس ۔ ۲۴)

دنیا کی زندگی کی مثال پانی کی سی ہے کہ ہم نے اُس کو آسمان سے برسایا پھر اُس کیساتھ سبزہ پیدا کیا جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اُس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں اُن کیلئے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

دنیا کی ظاہری زیب وزینت اور ٹیپ ٹاپ پر جو لوگ ریجھے جاتے ہیں اور آخرت سے غافل رہتے ہیں ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اس تھوڑی سی حقیر دنیا کی وجہ سے آخرت سے غافل نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس کی وجہ سے طرح طرح کے پودے اُگے، سبزیاں نکلیں، گھاس پیدا ہوئی اور ان چیزوں کی وجہ سے زمین ہری بھری اور دیکھنے میں خوب خوشنما ہوگئی۔ سبزہ لہرانے لگا اور نظروں کو بہت اچھا لگنے لگا۔ جن لوگوں کی زمینیں تھیں وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے خیال کیا کہ بس اب تو یہ سب کچھ ہمارے قبضہ میں ہے۔ اس سے طرح طرح کے منافع حاصل کریں گے۔ اسی سوچ بچار میں ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ رات یا دن میں کوئی مصیبت آجاتی ہے اور سب کچھ ڈھیر ہوجاتا ہے۔

جب دیکھنے والے نظر ڈالتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہاں کل کچھ بھی نہیں تھا۔ اس دنیا میں جو ہری بھری گھاس اور کھیتیوں کی جو حالت ہے کہ ابھی تو ہری بھری تھی اور ابھی کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ ہی مثال پوری دنیا کی ہے اور قوموں کی بھی، حکومت کی بھی، مال جائیداد کی بھی، کچھ دن لوگ ان چیزوں سے فائدے اٹھاتے ہیں اور اپنے خیال میں اچھی زندگی گزارتے ہیں پھر موت آجاتی ہے۔ جماعتیں ختم ہوجاتی ہیں، حکومتیں مٹ جاتی ہیں، تجارتیں تباہ ہوجاتی ہیں، باغ اجڑ جاتے ہیں اور ان سب کے بعد قیامت کے دن حاضر ہونا ہے وہاں ہمیشہ ہمیشہ کے فیصلے ہوتے ہیں۔ وہاں کی ابدی زندگی کے سامنے یہاں جتنی بھی بڑی اور اچھی

زندگی ہو انتہائی معمولی ہے۔ جنت کی نعمتوں کے سامنے یہ معمولی نعمتیں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اگر کوئی شخص دوزخ میں چلا گیا (العیاذ باللہ) تو دنیا کا سارا مال، زینت وسجاوٹ (جو تھوڑے دن کی تھی) کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکے گی۔

(انوارالبیان)

کافروں کو راز دان نہ بناؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ (118)هَاأَنتُمْ أُوْلاء تُحِبُّونَهُمْ وَلاَ يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ الأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُواْ بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (119)إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُواْ بِهَا وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ لاَ يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً إِنَّ اللّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (120)

(سورۃ آل عمران: ۱۱۸ ۔ ۱۲۰)

اے ایمان والو! اپنے (مسلمانوں کے) سوا کسی کو اپنا راز داں مت بناؤ۔ وہ لوگ تمہاری بگاڑ میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے، ان کو وہ چیز پسند ہے جس سے تمہیں تکلیف ہو ان کا بغض ظاہر ہو چکا ہے ان کے منہ سے اور جو کچھ وہ سینوں میں چھپاتے ہیں وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ تحقیق ہم نے بیان کر دیں

تمہارے لئے آیات اگر تم عقل رکھتے ہو۔ تم لوگ ایسے ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ جب آپس میں تنہائی میں جاتے ہیں تو مارے غصہ کی جلن کے اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹ لیتے ہیں۔ آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ مر جاؤ اپنی جلن میں۔ بے شک اللہ جاننے والا ہے ان سب چیزوں کو جو سینوں میں ہیں۔ اگر تم کو کوئی اچھی حالت پہنچ جائے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی بری حالت پہنچ جائے تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی مکاری تمہیں کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گی۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا احاطہ فرمائے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو اپنا رازدان مت بناؤ وہ تمہیں بگاڑنے اور خراب کرنے میں ذرا سی بھی کسر نہیں چھوڑیں گے اور تمہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ دشمن سے تو کبھی کسی طرح کی دوستی کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ مسلمانوں کی بعض حکومتیں دشمنوں کے بل بوتے پر قائم ہیں اور اس ڈر سے کہ وہ حکومت کسی اور کو نہ دلا دیں دشمن کی ہر بات مانتے ہیں جیسے دشمن کہتے ہیں اسی طرح کرتے ہیں۔ دشمن نے سمجھا رکھا ہے کہ عوام کو بہکانے کے لئے کہتے رہو کہ ہم اسلام قائم کریں گے اور اگر کوئی شخص واقعی اسلام لانے لگے تو وہ یا تو معزول کر دیا جاتا ہے یا قتل کر دیا جاتا ہے۔

دشمن کے سہارے اقتدار لے کر بیٹھنا ہی اسلام کے تقاضوں کے خلاف ہے، دشمن تو مسلمانوں کی تکلیف سے خوش ہیں۔

سارے کافر خواہ وہ کسی بھی دین سے تعلق رکھتے ہوں اندر سے سب ایک ہیں اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ جب کبھی موقع آتا ہے اس کی وحدت کا مظاہرہ ہو جاتا ہے اور ان میں سے بعض تو صاف اور صریح الفاظ میں اسلام دشمنی کا اعلان کرتے ہیں۔

مزید فرمایا کہ اے مسلمانوں! تم ایسے ہو کہ دشمن سے محبت کا برتاؤ کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے۔ حالانکہ تم اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ تم ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہو جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ اور وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے۔ تم جو ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو انہیں اس کی کوئی پاسداری نہیں۔ ان میں منافقت ہے جب تم سے الگ ہوتے ہیں تو غصہ کی جلن کیے اپنی انگلیاں کاٹ لیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں جو کفر اور نفرت ہے اللہ کو معلوم ہے اس نے مسلمانوں کو بھی اس کا حال بتا دیا تا کہ وہ بھی چوکنا ہو جائیں۔

دور نبوی ﷺ میں کچھ مسلمانوں کی زمانہ جاہلیت سے یہودِ مدینہ سے پڑوسی ہونے کی وجہ سے دوستی کا تعلق تھا اور بعض موقعوں پر آپس میں ایک دوسرے کے حلیف بھی بن جاتے تھے۔ اس پرانے تعلق کی وجہ سے قبول اسلام کے بعد بھی ان مسلمانوں نے یہودیوں سے اپنا تعلق جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسے

تعلق رکھنے سے منع فرمایا جس سے دشمن راز دان بن جائے۔

(تجارت اور معاملات کی حد تک تو تعلق رکھنے کی گنجائش ہے لیکن ایسے تعلقات کی کوئی گنجائش نہیں جس سے مسلمانوں کے راز دشمن پر کھلیں اور مسلمانوں کی اندرونی حالت سے دشمن باخبر ہو جائیں)۔

مذکورہ بالا آیت کے نزول کے سبب سے یہ معلوم ہوا کہ یہودیوں کے پاس بعض مسلمانوں کا آنا جانا تھا جس سے تنبیہ فرمائی اور یہودیوں کا ظاہر و باطن سب بتا دیا۔ چونکہ ہر زمانے کے کافر کا مسلمانوں کے بارے میں ایک ہی حال ہے اس لئے دور حاضر کے مسلمانوں کے لئے بھی یہ تنبیہ ہے کہ کسی بھی کافر کو اپنا راز داں نہ بنائیں اور مسلمانوں کے بھید ان تک نہ پہنچنے دیں۔

مسلمان صبر اور تقویٰ اختیار کریں، دین پر جمے رہیں۔ گناہوں سے بچیں تو دشمن کی مکاریاں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ ہتھیاروں کا انتظام کریں جیسا کے دشمن کی دفاع کے لئے ہوتا ہے۔ اسی طرح صبر و تقویٰ بھی دشمن سے بچنے کا ایک ہتھیار ہے۔ بلکہ سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے اہل ایمان غافل ہیں۔

شیطان اور کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔

(صحیح مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے۔ اس لئے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

کفار کی مشابہت کا مطلب ہے کہ وہ تمام باتیں جو جو کفار اپنی رسومات میں اور رواج میں کرتے ہیں ان سے بچا جائے۔ ان میں وہ تمام دن بھی آجاتے ہیں جن کو وہ بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ ان تمام دنوں کو منانے سے اسلام سختی سے منع کرتا ہے۔ اسی طرح ان کے مخصوص لباس پہننے سے بھی منع کیا گیا ہے جو ان کی مذہبی یا تہذیبی شناخت ہیں۔

تصاویر بنانا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک وہ لوگ جو تصاویر بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم نے جو تصویریں بنائی ہیں ان کو زندہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے گھر کے دروازے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ پس جب اسے آپ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا! اے عائشہ! قیامت والے دن اللہ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی پیدا ہوئی چیزوں میں اس کی نقل اتارتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں! میں نے اس پردے کو کاٹ دیا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا لئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے۔ اس کی ہر تصویر کے بدلے میں جو اس نے بنائی ہے ایک شخص پیدا کیا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا! پس اگر تم نے تصویر ضرور ہی بنانی ہو تو درخت کی اور ایسی چیز کی تصویر بناؤ جس میں روح نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

تصویر بنانے والے نے جتنی تعداد میں تصاویر بنائی ہوں گی اسی حساب سے اسے عذاب دیا جائے گا۔ جتنی تصاویر زیادہ ہوگی اتنا ہی عذاب بھی زیادہ ہوگا۔ اس میں شادیوں، تقاریب اور جلسوں اور جلوسوں وغیرہ کی ویڈیو فلمیں بنانے والوں کے لئے بھی سخت وعید ہے کہ بیک وقت سینکڑوں، ہزاروں اور بعض دفعہ لاکھوں آدمیوں کی تصویریں بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ اس کاروبار کو حرام جانتے ہوئے سستی کی وجہ سے کر رہے ہیں تو قیامت میں اس کی سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور اگر وہ اسے حلال سمجھ کر کر رہے ہیں جبکہ اسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے تو وہ اپنے اس فعل سے کافر قرار پائیں گے اور ان کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھکانا جہنم ہوگا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وعید صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ہاتھ سے تصویر بناتے ہیں یا مجسمے تراشتے ہیں اور کیمرے کی تصویر، تصویر نہیں بلکہ عکس ہے تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرے اور ویڈیو کے ذریعہ سے۔ وہ تصویر ہے اور اس کے بنانے اور بنوانے والا جہنم کی آگ کا مستحق ہے۔ البتہ فطری مناظر کی جیسے نہر، درخت، پہاڑ وغیرہ جن میں روح نہیں ہے تصویر بنانا جائز ہے۔

(ریاض الصالحین: ج۲ص۴۲۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ پس انہوں نے آنے میں تاخیر کردی حتیٰ کے یہ انتظار رسول اللہ ﷺ پر نہایت گراں گزرا۔ بالآخر آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کو جبرائیل علیہ السلام ملے۔ آپؐ نے ان سے دیر سے آنے کی شکایت کی تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (اتفاق سے اس وقت آپ ﷺ کے گھر میں ایک پردہ تھا جس پر کسی جاندار کی تصویر بنی ہوئی تھی) (بخاری)

حضرت ابو الھیاج حیان بن حصین ؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے فرمایا! کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ کوئی تصویر دیکھو تو اسے مٹا دو اور کوئی اونچی قبر پاؤ تو اسے برابر کردو۔ (مسلم)

نوٹ: یہ تصویر جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ جاندار کی تصاویر ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر تصویر ہو اور آپ اس کو توڑ ڈالتے تھے۔ (بخاری)

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا یا خرید وفروخت کرنا منع ہے

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو اسے چاہیئے کہ یہ کہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے یہ چیز نہ لوٹائے۔ اس لئے کہ مساجد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد میں کوئی چیز فروخت کرتا ہوا یا خریدتا ہوا دیکھو تو کہو! اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ کرے اور جب تم کسی کو کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو کہو! اللہ تجھ پر یہ چیز نہ لوٹائے۔

(جامع ترمذی)

غفلت کی سزائیں

۱) دنیامیں عذاب کا مستحق

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُواْ يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (134) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ (135) فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا وَكَانُواْ عَنْهَا غَافِلِينَ (136)

(سورۃ الاعراف : ۱۳۶ ۔ ۱۳۴)

جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو کہتے، اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لئے اپنے رب سے اس عہد کے واسطے دعا کرو جواس نے تجھ سے کرر کھا ہے، اگرتو نے ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو ضرور بھیج دیں گے۔ پھر جب ہم ان سے وہ عذاب ایک مقررہ وقت تک کے لئے جس کا ان تک پہنچنا تھا ٹال دیتے تو وہ فوراً عہد شکنی کرنے لگتے۔ پھر ہم نے ان سے انتقام لیا سو ہم نے ان کو اس لئے دریا میں غرق کر دیا کہ وہ ہماری

آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے غافل تھے۔

۲) قرآنی آیات کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا

مسلمانوں سے یہ عام کوتاہی ہوتی ہے کہ ہم قرآنی آیات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُونَ فِيْ الأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْاْ كُلَّ آيَةٍ لاَّ يُؤْمِنُواْ بِهَا وَإِن يَرَوْاْ سَبِيْلَ الرُّشْدِ لاَ يَتَّخِذُوهُ سَبِيْلاً وَإِن يَرَوْاْ سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيْلاً ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا وَكَانُواْ عَنْهَا غَافِلِيْنَ O

(سورہ الاعراف ۔ ۱۴۶)

میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے پھیرے رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی اس پر ایمان نہیں لائیں اور اگر وہ ہدایت کا رستہ دیکھ لیں تو بھی اس پر نہ چلیں اور اگر یہ گمراہی کا رستہ دیکھ لیں تو اس پر چلنے لگیں۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے۔

یعنی انہیں قرآن پر غور کرنے کی توفیق نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ ان آیات سے کوئی عبرت حاصل کریں گے۔ ان کو اللہ نے اپنی نشانیاں دکھائیں لیکن انہوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اہل غفلت کو ایک اور بڑی سزا بتائی کہ ان کے کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ O

(سورۃ الصّف ۔ ۵)

پھر جب وہ ٹیڑھے ہی رہے تو تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دئے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۳) اللہ کی رحمت سے محرومی

حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجرات میں سے تھیں بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا! "تم لوگ تسبیح، تہلیل اور تقدیس پڑھتی رہا کرو اور انگلیوں کے پور پر گنا کرو۔ اس لئے قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ بولیں گی۔ پھر غافل نہ ہو جانا کیوں کہ اس سے تم اسبابِ رحمت بھول

جاؤ گی۔ (جامع ترمذی ۔ کتاب الدعوات)

۴) دعاؤں کا قبول نہ ہونا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو و لعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

(جامع ترمذی ۔ کتاب الدعوات)

انسان کو چاہیئے کہ دعا کے وقت اس کا یقین اللہ تعالیٰ پر پکا اور کامل ہونا چاہیئے۔ دعا مانگتے وقت دل میں غفلت نہیں ہونی چاہیئے کہ جلدی جلدی رٹے ہوئے الفاظ پڑھ لئے اور اٹھ کر بھاگے۔ بعض اوقات تو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ منہ سے کیا کیا کہا۔

۵) غافل پر شیطان مسلط ہوتا ہے

غافل انسان جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اللہ کو یاد نہیں کرتا، پھر شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے، وہ اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہیں پر رات گزارتا ہے۔ اسی طرح جب وہ کھانا کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اسکے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے آپ سے) کہتا ہے کہ آج تمہارے لئے اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ نہ ملی اور جب کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ رات گزارنے کی جگہ اور شام کا کھانا مل گیا۔
(صحیح مسلم ۔ کتاب الشربۃ)

٦) غافل انسان مزید غفلت میں پڑتا جاتا ہے

یہ بات حقیقت ہے کہ ایک غفلت دوسری غفلت کو کھینچ لاتی ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان شہوات اور خواہشات کے گڑھوں میں گر جاتا ہے۔ پھر اس کے اندر اس سے نکلنے کی طاقت بھی نہیں رہتی جب تک اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہو۔

٧) انجامِ بد

غفلت کی وجہ سے انسان کی موت ایسی حالت میں واقع ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتی ہے۔ یہ غفلت کی سب سے بڑی آفت اور مصیبت ہے کہ کسی انسان کا آخری انجام بدبختی پر ہو۔

۸) آخرت کی حسرت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی جگہ بیٹھے اور وہاں وہ اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ندامت ہوگی اور جو شخص کہیں لیٹے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ندامت ہوگی۔

آخرت کے دن اہل غفلت اپنی غفلت پر افسوس اور حسرت کریں گے اور نیک اعمال کے ترک کرنے پر نادم ہوں گے لیکن ان کی یہ حسرت وندامت اس وقت کچھ کام نہیں آئے گی۔

۹) جہنم میں داخلہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ لاَ يَرْجُونَ لِقَاءَ نَا وَرَضُواْ بِالْحَيٰاةِ الدُّنْيَا
وَاطْمَأَنُّواْ بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ O
أُوْلَئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ O

(سورۃ یونس: ۸ ۔ ۷)

جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا

ٹھکانا جہنم ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے!

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِيْنَ O

(سوہ الانبیاء ۔ ۹۷)

وہ سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا گا اس وقت کافروں کی آنکھیں یکا یک اوپر لگی رہ جائیں گی اور وہ کہیں گے ہائے افسوس بے شک ہم تو اس سے غافل تھے، بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْراً مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۱۷۹)

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں مگر وہ سمجھ نہیں رکھتے اور ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھ نہیں سکتے اور ان کے کان ہیں مگر وہ سن نہیں سکتے۔ وہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ، یہی

لوگ بے خبر ہیں۔

یہ غافل لوگ جن کے دل عبرت حاصل کرنے، نصیحت حاصل کرنے، تدبر و تفکر کرنے میں سخت ہو گئے ہیں۔ ان کی آنکھیں بات کی گہرائی کو دیکھنے میں اندھی ہو گئی ہیں، ان کے کان حق بات سنتے ہیں لیکن ایسا ظاہر کرتے ہیں جیسے یہ بہرے ہیں۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ گمراہی میں ہونے کہ وجہ سے ان سے بدتر ہیں۔ یہی لوگ اللہ کی یاد سے غافل ہیں۔

قیامت کے دن غافل انسان سے کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

لَقَدْ كُنتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَ كَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ O

(سورۃ ق ۔ ۲۲)

یقیناً تو اس سے غافل رہا سو ہم نے تجھ پر سے غفلت کا پردہ ہٹا دیا اور آج تیری نگاہ بہت تیز ہے۔

اس وقت ان کی آنکھوں کے سامنے سے غفلت کے تمام پردے صاف ہو جائیں گے۔ اور دماغ بھی خوب کام کر رہا ہو گا۔ وہ سب کچھ دیکھ بھی رہے ہوں گے اور سمجھ بھی رہے ہوں گے۔

غفلت سے بچنے کا علاج

۱) ذکر الٰہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَاذْکُر رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَخِیْفَةً وَدُونَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَکُن مِّنَ الْغَافِلِیْنَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۲۰۵)

اور اپنے رب کو دل ہی دل مین عاجزی اور خوف کے ساتھ اور پست آواز میں صبح وشام یاد کرتے رہو اور غافلوں میں نہ رہا کرو۔

غفلت کا مقابلہ کرنے اور اس سے نجات حاصل کرنے کا سب سے کارگر عمل اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ اللہ کا ذکر انسان کو غفلت کے اندھروں سے نکال کر اللہ کے نور کی طرف لے آتا ہے۔ جتنا ذکر الٰہی زیادہ ہوگا اتنی غفلت کی ظلمت دور ہوگی اور دل میں اللہ کا نور داخل ہوگا۔ جب دل میں اللہ کا نور داخل ہوگا تو اس کو دنیا میں بھی تسکین وسکون حاصل ہو جائے گا اور آخرت میں اجر ملے گا۔

۲) دعا

دل کی غفلت دور کرنے کا ایک ذریعہ دعا ہے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ دعاؤں کے ذریعہ ہر وقت اللہ سے مدد مانگتا رہے۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے! اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، عاجزی سے، اور سستی سے، اور بخل سے، اور بڑھاپے سے، اور دل کی سختی سے، اور غفلت، ذلت اور مسکنت سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں فقر سے، اور کفر وشرک سے، اور نفاق سے، رسوائی سے اور ریاکاری سے۔ (رواۃ ابن حبان، حاکم)

۳) تہجد

رات کو تیسرے پہر اٹھ کر نماز پڑھنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور انسان ریاکاری سے بچتا ہے۔ تہجد میں عبادت کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ انسان تہجد تو پڑھے اور روزمرہ کے فرائض عبادات کو چھوڑ دے۔ تہجد کا فائدہ اسی شخص کو پہنچے گا جو فرائض اور واجبات پر پوری طرح عمل پیرا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا! جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر دس آیتیں پڑھے گا وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے گا، اور جو نماز میں کھڑے ہو کر سو آیات پڑھے گا وہ فرماں برداروں میں لکھا جائے گا، اور جو ایک ہزار آیتیں پڑھے گا وہ بے حد ثواب پانے والوں میں لکھا جائے گا۔

(سنن ابوداؤد ۔ کتاب شہر رمضان)

۴) قبرستان کی زیارت

قبروں کی زیارت ایسی چیز ہے جس سے دل کی غفلت دور ہوتی ہے اور اپنے انجام کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہاں جا کر کوئی خلافِ شرع بدعت نہ کی جائے۔ قبرستان کی زیارت موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

۵) دنیا کے حال پر غور و فکر

جو لوگ دنیا کے حال پر غور و فکر کرتے ہیں ان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ دنیا کی تمام تر خوشیاں، نعمتیں عارضی ہیں اور جلد ختم ہو جانے والی ہیں۔ ان کے لئے گناہوں کے انبار جمع کرنا انتہائی حماقت ہے۔ اگر کسی انسان کو اس زندگی میں دکھ و تکلیف ملتی ہے تو اسے یہ سوچنا چاہئے کہ یہ بھی عارضی ہے اگر میں نے اس دوران اللہ کو راضی رکھا تو اس پر مجھے اجر بھی ملے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے!

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ O الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيْبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ O

(سورۃ البقرہ: ۱۵۶ ـ ۱۵۵)

اور ہم ضرور آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور مال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور آپ (ﷺ) صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں۔ جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ جب بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی درجہ مقرر کر دیا گیا جس درجہ میں وہ اپنے عمل کی وجہ سے نہ پہنچ سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا مال میں یا اولاد میں (تکلیفوں کے ساتھ) مبتلا کر دیتے ہیں۔ پھر اس پر اس کو صبر دے دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کو اس درجہ میں پہنچا دیتے ہیں جو پہلے سے اس کے لئے طے کر دیا تھا۔ (رواۃ احمد، سنن ابوداؤد)

٦) جنت و جہنم کا ذکر

جنت ایسی جگہ ہے جہاں پہنچ کر انسان پر نہ موت آئے گی، نہ بڑھاپا آئے گا نہ جوانی ختم ہوگی اور نہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ختم ہوں گی۔

وہاں رہنے والے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت میں رہیں گے۔ اور ایسی ایسی نعمتوں سے مستفیض ہوں گے جو نہ انہوں نے پہلے دیکھی ہوں گی اور نہ سنی ہوں

گی۔

دوزخ کا خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ جگہ نافرمانوں کو عذاب دینے کے لئے بنائی ہے۔ جہاں پر دوزخیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا۔ اور ان پر فرشتے مسلسل عذاب دینے پر مسلط ہوں گے۔ وہاں نہ معافی مانگنے سے کچھ ہوگا نہ افسوس کرنے سے۔

بابِ ثانی

انمول موتی

تنقید کے لئے علم کا ہونا
ضروری ہے
جبکہ نکتہ چینی کے لئے
جہالت
ہی کافی ہے

زریں قول

زندگی بہت مختصر ہے
جب سمجھ آنے لگتی ہے
تو وقت کم رہ جاتا ہے

جہالت

علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کو پہچاننا ناممکن ہے۔ علم ہی کے ذریعہ انسان حلال و حرام میں تمیز کرتا ہے۔ عبادات کیا ہیں اوران کے کرنے کے کیا طریقے ہیں اللہ کا ذکر کیسے کیا جاتا ہے یہ سب باتیں انسان کو سیکھ کر کرنی چاہئیں۔ ورنہ جہالت کی عبادت میں انسان کیا صحیح کر رہا ہے کیا غلط کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ جہالت میں انسان محنت تو کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس سے اس کو فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان۔ فرمایا گیا ہے کہ علم حاصل کرنے والوں کے لئے تو سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے جانور بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ علم وہ نور ہے جس سے انسان دنیا میں اور آخرت میں بھی مرتبہ حاصل کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد (غیر عالم) پر ایسی ہے جیسے ہماری مثال تمہارے ادنیٰ پر۔

آپ ﷺ نے فرمایا ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ جس نے کسی کو علم سکھایا اور اس نے اس پر عمل کیا تو اس کا ثواب اس سکھانے والے کو بھی ملے گا۔ علم حاصل کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کا حاصل کرنا ہر مومن مرد اور مومن عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور جاننے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں تک پہنچائیں جو نہیں جانتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ☆

(سورۃ الزمر ۔ 9)

کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اور نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

جو لوگ اہلِ علم ہیں جن کے علم نے انہیں ایمان کی روشنی دکھائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ایمان قبول کیا اور عبادت میں لگے اور جو لوگ جاہل ہیں اللہ کی توحید کو نہیں جانتے یہ دونوں فریق برابر نہیں ہو سکتے۔ نہ جہالت علم کے برابر ہے اور نہ جاہل عالم کے برابر ہے۔ دونوں کے رتبہ میں بہت فرق ہے جب قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو اہلِ علم اصحابِ ایمان کو جنت میں اور اہلِ کفر کو دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَآئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً مَّا كَانُواْ لِيُؤْمِنُواْ إِلاَّ أَن يَشَاءَ اللّهُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ☆

(سورۃ الانعام ۔ 111)

اور اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیتے اور مُردے بھی ان سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو ان کے سامنے لا کر موجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے الا ماشاءاللہ بات یہ ہے کہ یہ اکثر جہالت سے کام لیتے ہیں۔

کچھ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے آخرت کا انکار کر دیتے ہیں ان کے خیال میں انسان مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ ان کے خیال میں انبیاء کرام کی دنیا میں آمد صرف انسان کے اخلاق درست کرنے کے لئے تھی جوابدہی نہیں ہوگی۔ ان کو آخرت میں حقیقتِ حال معلوم ہو جائے گی۔

جاہلوں سے سوال جواب یا علمی بحث نہیں کرنی چاہیے، اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں اور اگر کوئی جاہل بحث کرنا چاہے تو خاموشی اختیار کرے۔

زمانے کو بُرا کہنا

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! ابن آدم زمانے کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں خود ہوں۔ دن رات میرے ہی ہاتھ میں ہیں۔

مسلم نے روایت کی ہے کہ کوئی شخص زمانے کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

محدثین نے فرمایا کہ جب کسی آدمی پر کوئی مصیبت یا پریشانی آتی یا اسے کسی ناگوار چیز کا سامنا کرنا پڑتا تو عرب کے لوگ زمانے کو برا بھلا کہنے لگتے تھے۔ کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ اسے جو مصیبت آئی ہے وہ زمانے کا فعل ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے عرب لوگ ستاروں سے بارش طلب کرتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اس کا فاعل وہ ستارے ہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو زمانے کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم زمانے کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں خود ہوں، دن رات میرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ میں جب چاہتا ہوں انہیں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں۔

میت پر بین کرنا، رخسار کو پیٹنا، گریبان چاک کرنا اور ہلاکت اور بربادی کی بددعا کرنا حرام ہے

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ (بین) کرنے والوں کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نوحہ کرنے تک عذاب دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخسار کو پیٹا اور گریبان چاک کیا اور جاہلوں کے بول بولے (یعنی بین کیا)۔ (صحیح البخاری و صحیح المسلم)

حضرت ابو بردہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ سخت بیمار ہوئے تو ان پر غشی طاری ہوگئی۔ اس وقت ان کا سر ان کی بیوی کی گود میں تھا تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگیں۔ لیکن آپ بے ہوشی کی وجہ سے انہیں روک نہ سکے۔ جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا! میں اس سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نوحہ کرنے والی عورت سے بے زار تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس پر بین کیا جائے تو اس کو قیامت والے دن بین کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا

جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ام عطیہ نسیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت کے وقت یہ عہد لیا تھا کہ بین نہیں کریں گی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عمر ؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، سعد بن ابی وقاص ؓ اور عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کیا ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نہیں! تو رسول اللہ ﷺ بے اختیار رو پڑے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور نہ دل کے غم کے سبب، بلکہ وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا، یا رحم کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

غم و تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آنا یا دل کا غمگین ہو جانا قابل اعتراض نہیں کیونکہ یہ تو فطری بات ہے۔ البتہ ایسے موقعوں پر زبان سے الٹی سیدھی باتیں کہنا سخت منع اور گناہ ہے۔ اگر مریض کا انتقال ہو جائے تو سنت کے مطابق ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھے۔ اس میں اللہ کی تقدیر و قضاء پر راضی رہنے کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ کہنے سے اجر و ثواب کا مستحق ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسے صبر بھی نصیب کرے گا۔

قبروں کو مسجد بنالینا، ان پر چراغ جلانا، انہیں بت کی طرح پوجنا، ان کا طواف کرنا، ان کا استلام کرنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

طبرانیؒ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال سے پانچ راتیں پہلے یہ فرمایا! یاد رکھو! تم سے پہلے کی امتیں اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتی تھیں میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ کسی قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھو اور نہ کسی قبر کے اوپر نماز پڑھو۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر، قبروں پر مسجدیں بنانے والے مردوں پر اور ان پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

امام احمد نے ایک روایت نقل کی ہے کہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آئے گی جو قبروں کو مسجد بنا لیتے ہیں۔ ابو داؤد میں روایت ہے کہ یہودیوں پر خدا کی مار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا۔

ایسا کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اولیاء اللہ کی قبروں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے والوں کو بدترین مخلوق قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے علماء کا کہنا ہے

کہ انبیاء اور اولیاء کی قبروں کی طرف رخ کر کے تبرک حاصل کرنے کے لئے ان کی بزرگی کے پیش نظر نماز پڑھنا قطعی حرام ہے۔ یہ فعل گناہ کبیرہ میں آتا ہے۔ اسی طرح سے تبرک حاصل کرنے کے لئے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر، ان کا طواف کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ قبروں کو بت پرستی کا ذریعہ بنانے کی سخت ممانعت آئی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

طبرانیؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یاد رکھو! تم سے پہلے کی امتیں اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتی تھیں میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ ایک اور روایت میں فرمایا کہ کسی قبر کی طرف رخ کر کے نماز مت پڑھو اور کسی قبر کے اوپر کھڑے ہو کر بھی نماز نہ پڑھو۔

امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے روایت نقل کی ہے کہ قبرستان جانے والی عورتوں پر، قبروں پر مسجد بنانے والے مردوں پر اور ان پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ امام احمدؒ نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبروں کی ایسی تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے جیسی دوسری قومیں اپنے بتوں اور معبودوں کے ساتھ کرتے ہیں یعنی ان کو سجدہ کرنا اور ان سے مرادیں طلب کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کا انگاروں ہر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس آگ کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے اس کے لئے کسی قبر پر (حاجت کے لئے) بیٹھنے سے بہتر ہے۔
(صحیح مسلم)

عورتوں کا قبروں پر جانا اور وہاں چراغ جلانا

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور قبروں پر چراغ جلائیں۔ (ابوداؤد، جامع ترمذی)

کاہنوں، نجومیوں اور قیافہ شناسوں کے ذریعے بدشگونی معلوم کرنا شرک ہے

ابوداؤد حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بدشگونی شرک ہے۔ اگر ہم میں سے کسی میں یہ عادت پائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے توکل سے ختم کر دے گا۔ حافظ ابوالقاسم اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم میں (یعنی امتِ محمدیہ میں) سے ہر شخص کے دل میں بدشگونی آ سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس بدشگونی کو ہر اس شخص کے دل سے دور کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے اور اس بدشگونی پر اپنے آپ کو ایمان ویقین پر ثابت قدم رکھے۔

اسلامی عقائد کی بنیاد یہ ہے کہ صاحب ایمان یہ عقیدہ رکھے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات کی خالق، اس کی مالک اور اس کی نگران ہے۔ اختیار صرف اسی کے ہاتھ میں ہے، کوئی مخلوق خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، پیغمبر ہوں یا کوئی اور کائنات کے نظم ونسق یا اس کی نگرانی میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ بندوں کے امور کی تدبیر کا کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے، نہ کسی کی قسمت بنانے یا بگاڑنے کا کسی کو حق حاصل ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! وہ کچھ

نہیں ہیں (یعنی ان کی باتوں کا اعتبار نہیں) انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ)! وہ بعض دفعہ ہمیں کچھ چیزوں کے بارے میں بتاتے ہیں اور وہ بات سچ نکلتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ سچی بات اسے جنِ (فرشتوں سے) اچک لیتا ہے اور دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے، پس وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت صفیہ بنت ابی عبید ؓ بعض ازواج مطہرات سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی عراف (غیبی باتوں کے جاننے کا دعویدار) کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے اور اس کو سچ مانے تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں کی جاتی۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو مسعود بدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کتّے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے۔
(بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بیماری کا ایک دوسرے کو لگ جانا اور بدشگونی لینا کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی (کوڑھ کا مریض) کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کھانے کے پیالے میں اپنے ساتھ

شریک کرلیا اور فرمایا کہ کھاؤ۔ میرا اللہ پر اعتماد اور بھروسہ ہے اور میں اسی کی ذات پر توکل کرتا ہوں۔ (ابن ماجہ)

حضرت عروہ بن عامرؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے بدشگونی کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس کی بہترین صورت اچھی فال ہے اور یاد رکھو کسی مسلمان کو شگونِ بد سے باز نہ رکھے (یعنی کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ کسی بدشگونی کی وجہ سے وہ اس کام کو کرنے سے رک جائے)۔ جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو اور جو دل و دماغ میں خلجان پیدا کرتی ہو تو اس کو چاہئے کہ یہ دعا پڑھے۔

"اَللّٰھُمَّ لَا یَاتِیُ بِا لْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَ لَا یَدْفَعُ السَّیِئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَ لَا حُوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہِ"

اے اللہ! اچھائیوں اور برائیوں کا کرنے والا تو ہے اور صرف تو ہی برائیوں اور خرابیوں کو دور کرنے والا ہے اور برائی سے منہ موڑنے اور نیکی کی طرف آنے کی توفیق و طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت زید بن خالد جہنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے اس وقت کیا فرمایا ہے (یعنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ابھی

ابھی وحی نازل ہوئی ہے)۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے آج اس حال میں صبح کی بعض تو مجھ پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔

چنانچہ جس شخص نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کے ساتھ کفر کیا اور جس شخص نے کہا کہ فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے اور فلاں ستارے کے غروب ہو جانے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

(بخاری ومسلم)

کسی مسلمان کو برا بھلا کہتے ہوئے اسے کافر یا اللہ کا دشمن کہنا

جو شخص کسی آدمی کو کفر کی طرف منسوب کر کے پکارے یا یوں کہے " اے اللہ کے دشمن " حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ جملہ کہنے والے پر ہی لوٹ جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کسی مومن پر کفر کی تہمت لگانا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔

جب کوئی آدمی کسی مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن قرار دیتا ہے تو گویا اسلام کو کفر کا نام دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ کفر ہے اور یہ گناہ کبیرہ اس وقت ہوگا جب یہ مقصد نہ ہو تو اس صورت میں اس کی طرف کفر یا اللہ کی دشمنی کا لوٹنا سخت عذاب کی وعید ہوگا۔ جو کہ گناہ کبیرہ کی علامات میں سے ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ نے اس کا ایمان سلب کر لیا وغیرہ، تو بعض فقہاء کی رائے میں ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔

جادو سیکھنا اور سکھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَـكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَآرِّيْنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِيْ الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۰۲)

ان لوگوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین کفر کرتے رہے وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو چیز شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی۔ وہ دونوں فرشتے کسی کو اس وقت تک جادو نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو آزمائش ہیں۔ اس لئے تم کفر نہ کرو۔ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جن کے ذریعہ وہ میاں بیوی کے درمیان

تفریق کرا دیتے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو ان کے لئے نقصان دہ تھیں۔ نفع بخش نہیں تھیں اور یقیناً وہ بھی جانتے تھے کہ انہوں نے جس چیز کو خرید لیا ہے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ بہت بری چیز ہے جس کے عوض انہوں نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا۔

ان آیات سے جادو کی قباحتیں اور اس کا گناہ کبیرہ ہونے پر واضح دلیل موجود ہے۔ یہودیوں میں اس بات کا عام رواج تھا کہ جنات غیب کی باتوں کو جانتے ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام بھی جادو جانتے تھے۔ ان کی حکومت اسی وجہ سے مستحکم تھی۔ انہوں نے انسانوں، جنوں، پرندوں اور ہواؤں پر جادو کر دیا تھا جو ان کے حکم کے مطابق چلتی تھیں اور سرکش جن بھی ان کے تابع ہو گئے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تو مشرکین مکہ نے کہا کہ آپ (ﷺ) تو ہمارے جیسے انسان ہیں کہ آپ پر تو جادو بھی اثر کرتا ہے اور آپ (ﷺ) کھاتے پیتے بھی ہیں۔

وہ لوگ جو ستاروں کی پوجا کرتے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ عالم کا نظام ستارے ہی چلاتے ہیں۔ انہی سے خیر و شر کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انہی لوگوں کی طرف مبعوث کئے گئے تھے تاکہ ان کے باطل نظریات کی اصلاح کر سکیں۔ ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا جس کا یہ نظریہ تھا کہ جو لوگ مر جاتے ہیں ان کی

ارواح کو جادو کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ نیک روحیں مسلمان ہیں اور شریر روحیں کفار کی ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔

(ابوداوٗد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! سات ہلاکت کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے موقع پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جس وقت اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی چیز کا حکم جاری کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کا فرمان سن کر خوف و عاجزی سے اپنے بازوؤں کو پھڑ پھڑانے لگتے ہیں (یعنی فرشتے حکم الٰہی کی ہیبت اور عظمت سے ڈر کے مارے پرندوں کی طرح اپنے پر پھیلا دیتے ہیں اور لرزنے اور کانپنے لگتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی آواز گویا اس زنجیر کی آواز کی مانند ہوتی ہے جس کو صاف پتھر پر کھینچا جائے، پھر جب فرشتوں کے دل سے خوف دور ہو جاتا ہے تو وہ نیچے رہنے والے تمام فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ

تمہارے پروردگار نے کیا حکم جاری کیا ہے۔ مقرب فرشتے وہ حکم بتاتے ہیں جو پروردگار نے جاری کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات بلند قدر اور بلند مرتبہ ہے۔ چنانچہ ان باتوں کو جو فرشتوں کے درمیان ہوتی ہیں چوری چھپے سننے والے (یعنی جنات وشیطان) سن لیتے ہیں اور چوری چھپے سننے والوں کی ہیئت کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ذریعہ بیان فرمایا۔ چنانچہ اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا کر کے انگلیوں کے درمیان فرق کیا اور بتایا کہ جنات اور شیطان آسمان سے زمین تک اس طرح سلسلہ وار اوپر تلے کھڑے رہتے ہیں اور اوپر والا جن فرشتوں کی بات کو چوری چھپے سن کے اپنے نیچے والے جنّ کو پہنچا دیتا ہے اور وہ اپنے نیچے والے جن کو پہنچاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخری جنّ جو سب سے نیچے ہوتا ہے اس بات کو ساحر یا کاہن کی زبان تک پہنچواتا ہے۔ ادھر ان جنات اور شیاطین کو مارنے اور بھگانے کے لئے آسمان سے شعلے پھینکے جاتے ہیں کبھی تو یہ شعلے ساحر اور کاہن تک بات پہنچانے سے پہلے ہی چوری چھپے سننے والے جن کو آ پکڑتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ جن اس شعلے کے پہنچنے سے پہلے ساحر یا کاہن تک اس بات کو پہنچا دیتا ہے اور جب ساحر یا کاہن تک وہ بات پہنچ جاتی ہے تو وہ اس میں سو جھوٹی باتیں شامل کر دیتا ہے اور لوگوں کے سامنے ان جھوٹی باتوں کے درمیان وہ بات بھی بیان کر دیتا ہے جو اس تک جنت اور شیاطین کے ذریعہ پہنچتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص اس کاہن کی بتائی ہوئی جھوٹی بات کو جھٹلاتا ہے تو وہ گمراہ لوگ جو کاہن کی باتوں کو سچا جانتے ہیں اس شخص کو جھٹلاتے ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے اور کیا تم نہیں جانتے کہ اس کاہن نے

فلاں فلاں دن ہم سے یہ بات کہی تھی (جو سچی ثابت ہوئی) اوراس طرح کاہن کی سچائی کی تصدیق اس بات سے کی جاتی ہے جواس تک جنات کے ذریعہ سے آسمان سے پہنچتی ہے۔ (صحیح بخاری)

اس لالچ میں کہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے حق چھوڑنے کی اجازت نہیں

اس لالچ میں کہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے حق کو چھوڑنے اور غلط فیصلہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ۔ جسے اسلام قبول کرنا ہے وہ حق کے لئے قبول کرے جسے شروع ہی سے حق پر چلنا منظور نہیں وہ بعد میں کیا حق پر چلے گا۔ جھوٹے مسلمان کواپنا بنا کر اپنی اکثریت ظاہر کرنا یہ بات اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ دوسری قومیں جنہیں حق مقصود نہیں سیاسی دنیا میں اپنی اکثریت دکھانے کے لئے غیروں کو بھی اپنی فہرست میں شمار کرلیتی ہیں، لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ مخلوق کوراضی کرنے کے لئے اور کافروں کواپنے قریب لانے کے لئے اور دنیا میں اپنی اکثریت ظاہر کرنے کے لئے باہمی مشورہ کرکے اسلام کے فلاں حکم کو بدل دو یہ جہالت اور گمراہی کی بات ہے۔ اسی طرح بعض جاہل کہتے ہیں گمراہ فرقے جو اپنے عقائد کی وجہ سے حدود کفر میں جا پڑے ہیں انہیں کافرمت کہوتا کہ اسلام کے

ماننے والوں کی تعداد کم نہ ہو۔ یہ بھی احمقانہ بات ہے اسلام کو ایسے لوگوں کی بالکل ضرورت نہیں ہے جو اسلام کے داعی ہیں لیکن عقائد کے اعتبار سے کافر ہیں۔ اسلام حق بتلاتا ہے حق ظاہر کرتا ہے اور دوغلے پن کو قبول نہیں کرتا۔

آج کل ان لوگوں کا یہ حال ہے جو مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں اور حکومتوں میں ذمہ دار عہدے لئے بیٹھے ہیں۔ نہ صرف یہ لوگ جنہیں حکومت مل جاتی ہے بلکہ عوام بھی قرآن کریم کے فیصلوں پر راضی نہیں ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ قرآنی نظام نافذ کرو تو وہ کانوں پر ہاتھ لگاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ نمازی بھی ہوتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کے دعوے دار بھی ہیں لیکن یہ لوگ بھی قرآن کا نظام نافذ کرنے کے حق میں نہیں ہوتے ہیں۔

شر اور بے حیائی کے ساتھ چمٹے رہنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدترین آدمی اور عورت (مرتبہ کے لحاظ سے) جسے لوگوں نے بے حیائی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو۔
(صحیح بخاری)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہوگا۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہوگی۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ بے حیائی اور بے ہودگی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حیاء خیر ہی لاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت ہے کہ حیاء خیر ہی خیر ہے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے گوشے میں پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔ (بخاری و مسلم)

نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں رہنا

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم (غیر محرم) عورتوں کے پاس (تنہائی میں) جانے سے گریز کرو تو ایک انصاری صحابی نے کہا کہ شوہر کے قریبی رشتہ دار کے بارے میں فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر کا (نامحرم) قرابت دار موت ہے۔

(صحیح البخاری و صحیح المسلم)

(یعنی بیوی کا دیور، جیٹھ، اس کا جوان بھتیجا اور کزن)

امام نووی ؒ فرماتے ہیں! یہ نہایت اہم بات ہے جس سے اکثر مسلمان غافل ہیں۔ عورت کے لئے اپنے شوہر کے سگے بھائیوں اور چچازاد وغیرہ بھائیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ قریبی ہونے کی وجہ سے ان کے گھروں میں ہر وقت آمد و رفت رہتی ہے اور تنہائی کے بے شمار مواقع ان کو میسر آتے ہیں۔ اس لئے بنسبت دوسروں کے ان کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔ اس لئے انہیں موت سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی وہ دینی اعتبار سے ہلاکت کا باعث ہیں۔ ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس کا انجام موت ہے اگر دونوں غلطی کا ارتکاب کر بیٹھیں تو اسلامی قوانین میں اس کے سزا رجم (موت) ہے۔

ہلاکت کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خاوند کو اگر بیوی پر کسی اور کے ساتھ آشنائی کا شبہ ہو جائے تو وہ غیرت میں اسے مار دے یا طلاق دے دے۔ طلاق سے بھی اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ اس لئے غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے اس طرح ڈرو جس طرح موت سے ڈرا جاتا ہے۔ جب دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ ضروری ہے تو شوہر کے دوستوں سے پردہ کیوں ضروری نہیں ہوگا۔ آج کل لوگ اس معاملہ میں بالکل احتیاط نہیں کرتے۔ اس بات کے خطرناک نتائج عام اخبارات اور خبروں میں آتے ہیں۔ لیکن پھر بھی لوگ سمجھتے نہیں ہیں اور بے پردگی کی وبا عام ہوتی جارہی ہے۔

جسم پر ٹیٹو (Tatoos) بنوانا

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو جسم گودے یا گدوائے، چہرے سے بال نچوائے اور حسن کے لئے دانت باریک کروائے اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرے۔

☆☆☆

دُرُود تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰٓ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاِخْوَانِهٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ✦

یا قاضی الحاجات یا مجیب الدعواۃ

یا شافی الامراض یا دافع البلیّات

یا حل المشکلات یا کافی المهمّات

یا رافع الدرجات یا ارحم الرّٰحمین

(آمین)

ترجمہ! اے اللہ! ہمارے سرداراور آقا حضرت محمد ﷺ اوران کی آل اوراصحابؓ اور پیغمبروں پر درود بھیج اوراس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف وہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرمادے اور ہمیں تمام گناہوں سے پاک وصاف کر دے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے اور ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں سے نواز دے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دعابرائے حفاظت

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِىْ قُلُوْبِنَا
وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ
وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ
غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ

☆☆☆

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)
2- ثانی اثنین ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ
3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ
4- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)
5- نفس کا بیان
6- بشر و شجر
7- تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)
8- غفلت اور جہالت
9- اخلاقِ مومن
10 سیرت ِامام ِاعظم ۔ ابوحنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)
11- نفاق
12- سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ
13- خانوادہ ٔسلسلہ عالیہ نقشبندیہ
14- امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین
15- عظیم مسلمان مائیں
16- دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
17- اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات
18- تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)
19- تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد دوم)
20- جہاد اور مجاہد
21- ائمہ حدیث کے مختصر حالات

English Books

1- Biography of The Greatest Prophet (ﷺ)

(According to the Calendar)

2- Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)

3- Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)

4. Seerat Saydna Amir Muawiya (RA)

5. Biographies of Muhadeseen

6. Biography of Imam-e-Azam. Abu Hanifa (ra)

7. Naqshbandia Family

8. Stories of Aulya Karam (ra)

9- HEARTS - In the light of Quran

10- What is Soul (Nafs)

11- Historical Trees of Islam

12. Hypocrisy

13. Carelessness and Ignorance

14. Muslim Protocols

15. Dajjal, Imam Mehdi and Hazrat Esa (AS)

16. Great Women in Islamic History (Vol -1)

17. Great Women in Islamic History (Vol -2)

18. Tasawwuf
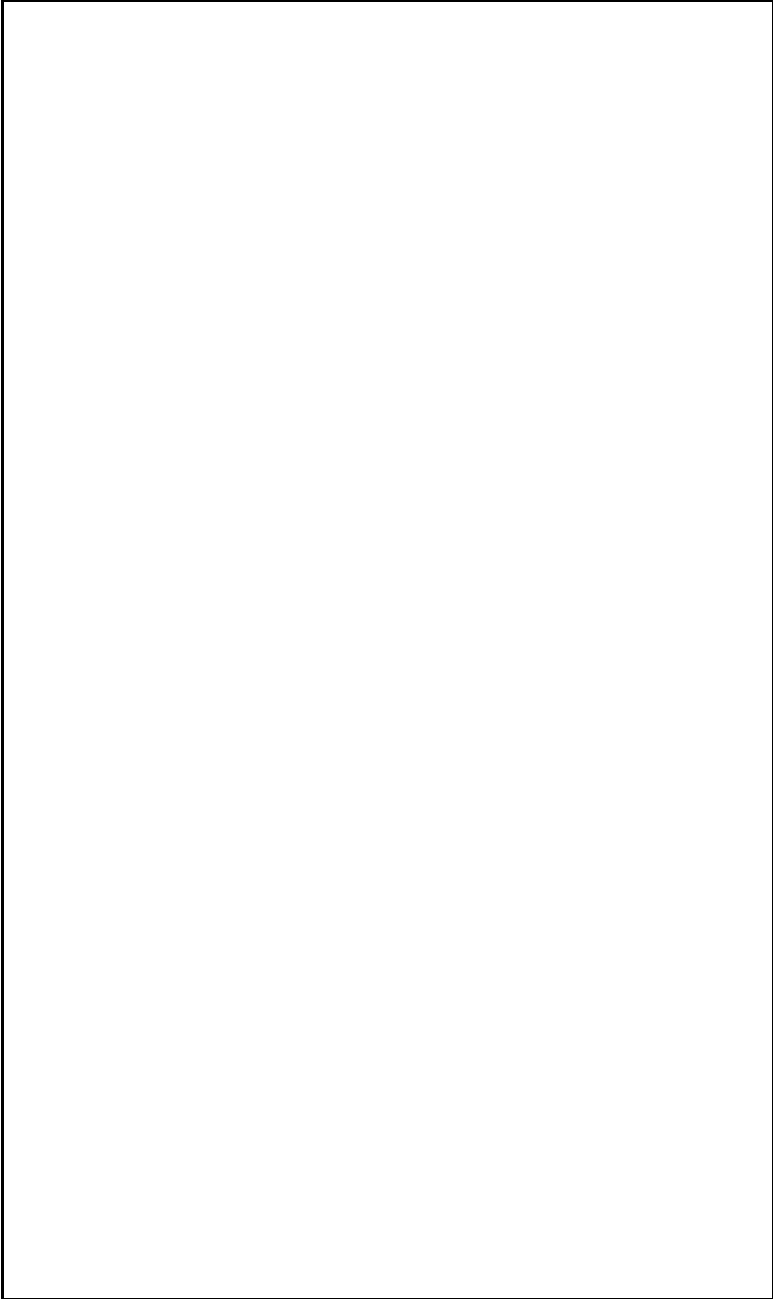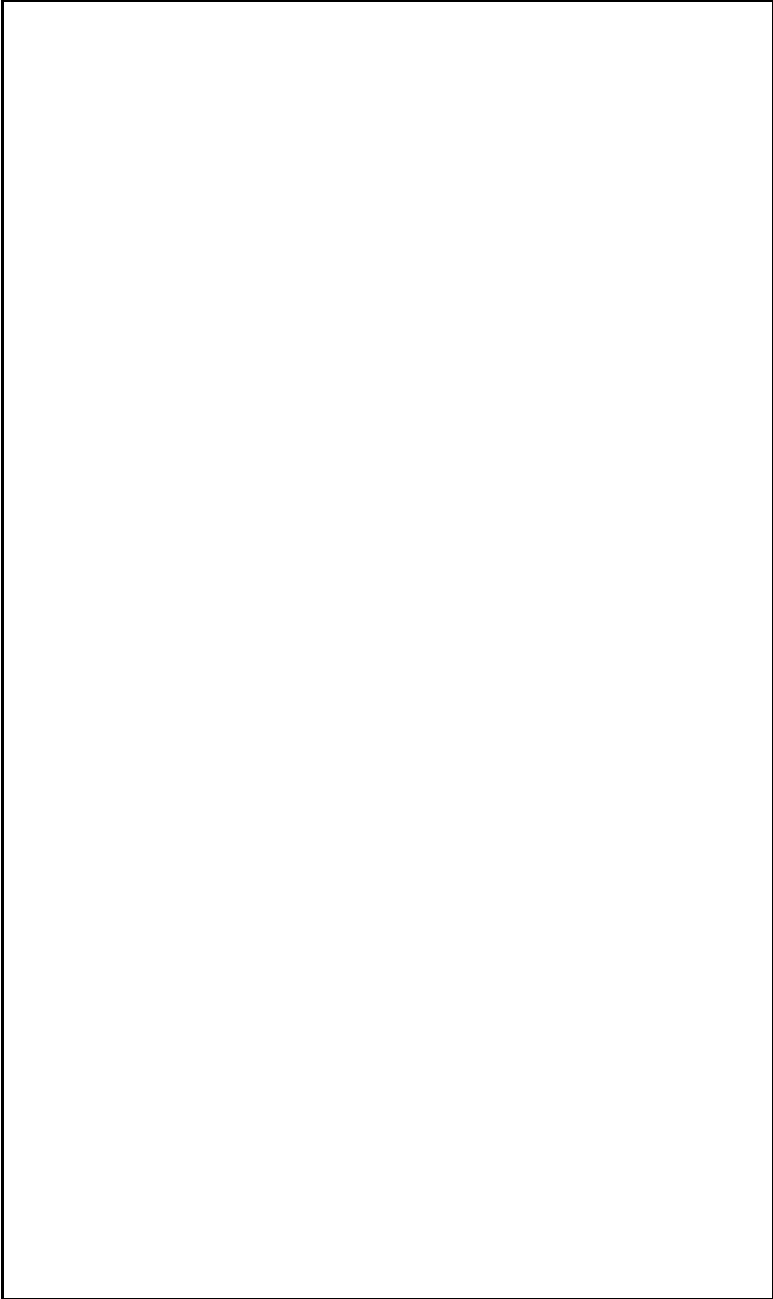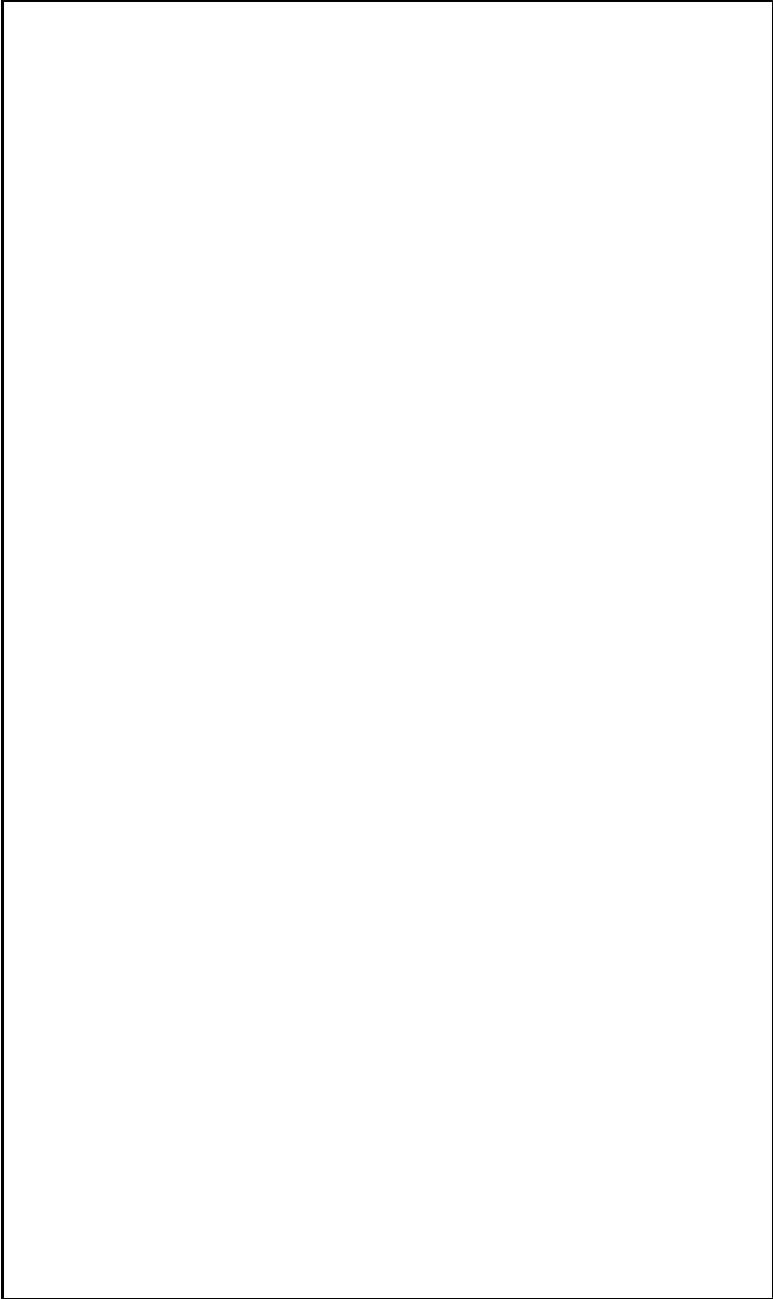
سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

PUBLICATIONS OF SIKANDER NAQSHBANDI
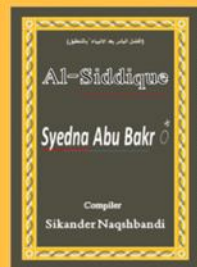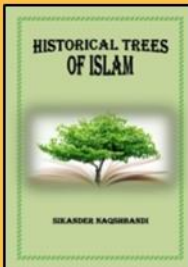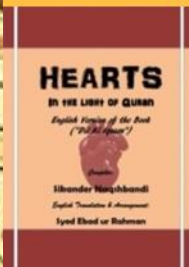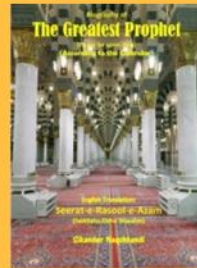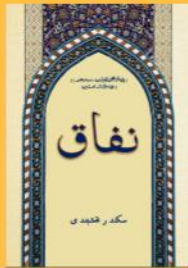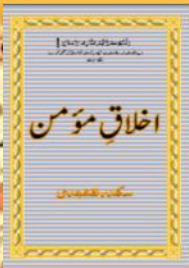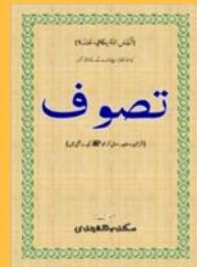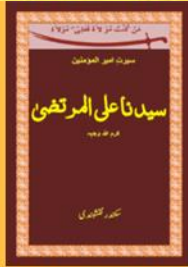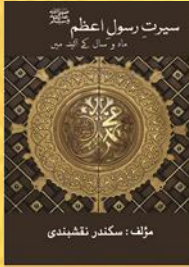
www.eislamicbooks.com

sikander.naqshbandi@gmail.com